حسینوں کا حُسن لیلیٰ ازل

نگاہ

وہ نگاہ اپنی اُٹھا دے پھر یہ دنیا دیکھ لے
میکدہ کیا ، ہوش کیا، ساقی کیا اور جام کیا

آنکھ

کل ذرا سی آنکھ ہی اُٹھی تھی فتنہ ساز کی
پھر قتل گاہوں میں دیکھا ایک بھی زندہ نہ تھا

علیٰحدگی یا جہنم

جہنم میں جلانے کو ہمیں تُو بھیج دے بے شک
محبت کے سفر میں ایسا بھی کوئی مرحلہ ہو گا
عشق کو ہم جہنم میں بھی ایسے سینچ رکھیں گے
اِدھر ہم جل رہے ہوں گے اُدھر تُو جل رہا ہو گا

علامہ شفقت فاضلی

لیلیٰ ازل
علامہ شفقت فاضلی

وہ کربل تھی یا مستانوں کے ہاں کوئی عید کا دن تھا
حرم میں تو کوئی بھی اِس طرح سجدہ نہیں کرتا

لیلیٰ ازل

علامہ شفقت فاضلی

INTERNATIONAL STANDARD BOOK NUMBERING AGENCY
GOVERNMENT OF PAKISTAN, DEPARTMENT OF LIBRARIES

NATIONAL LIBRARY OF PAKISTAN, CONSTITUTION AVENUE, ISLAMABAD—PAKISTAN
PHONES : 9206436, 9206440, 9202544, 9202549 FAX : 221375

فارم نمبر ۱

ناشر کا نام اور مکمل پتہ: منظور حسین شفقت فاضلی (مرحوم و مغفور)۔ بانی اسلامی تصوف دانش گاہِ عالیہ المعروف تصوف کی دُنیا، محبت کی دُنیا، مسجد الودود، فاضلی روڈ، گلشن الہ دین، عقب کینال کنٹری کلب، رحیم یار خان

کوڈ نمبر:- ISBN 969—

سابقہ شائع شدہ کتب کے لئے معلوماتی فارم

(براہ کرم ہر کتاب کے ہر ایڈیشن کے لئے علیحدہ فارم استعمال کریں)

۱- کتاب کا مکمل عنوان (ٹائٹل): لیلائے ازل

۲- کتاب کے اصل مصنف کا (یا مصنفین کے) مکمل نام: علامہ شفقت فاضلی (مرحوم و مغفور)

۳- کتاب کے مترجم/مرتب/ایڈیٹر کا مکمل نام: عامر فاضلی

۴- سن اشاعت: 2009ء

۵- ایڈیشن: پہلا ایڈیشن

۶- سائز (حجم): 5.5انچ x 8.5 انچ x 0.5 انچ

۷- صفحات: 128 صفحات

۸- تصاویر، نقشہ جات وغیرہ کی تفصیل: ایک تصویر (صفحہ نمبر 3 پر مصنف کی تصویر) کوئی نقشہ نہیں ہے۔

۹- قیمت (اندرون ملک): 150 روپے قیمت (بیرون ملک) 150روپے

۱۰- جلد بندی (مجلد/پیپر بیک): مجلد ہارڈ بیک رنگین ٹائٹل

۱۱- کتنی تعداد میں چھاپی گئی: 200 تعداد

۱۲- کس زبان میں لکھی گئی: اُردو

۱۳- کیا سٹاک میں موجود ہے: جی ہاں موجود ہے

نوٹ: ایڈیشن سے مراد ایسی اشاعت ہے جس میں کتاب کے مواد یا طرز طباعت میں کوئی تبدیلی کی گئی ہو۔
معلومات نامکمل ہونے کی صورت میں نمبر تفویض نہیں کیا جائے گا۔

تفویض شدہ آئی ایس بی این

دستخط: ____________

نام عہدہ و مہر: ____________

تاریخ: ____________

ISBN —978-969-23523-5-2

لیلائے ازل

علامہ شفقت فاضلی

اسلامی تصوف دانش گاہ عالیہ
المعروف تصوف کی دنیا، محبت کی دنیا

بغداد کالونی محلہ دالطیہ رحیم یارخان، پاکستان۔ فون 0300-4932580

حکومت پاکستان وزارت تعلیم کا تفویض کردہ آئی ایس بی نمبر

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	☆	لیلیٰ ازل
مصنف	☆	علامہ ڈاکٹر منظور شفقت فاضلی
سرورق	☆	ایس ایم فاروق
اشاعت	☆	محمد عارف فاضلی
ترتیب وتزئین	☆	عامر فاضلی
تدوین	☆	سرفراز احمد فاضلی
قیمت	☆	-/۱۵۰ روپے

ناشر و پبلشر

سرفراز احمد فاضلی اور محمد عارف فاضلی نے عظیم علیم پرنٹرز، اردو بازار لاہور سے چھپوا کر

اسلامی تصوف دانشگاہِ عالیہ المعروف

تصوف کی دنیا۔ محبت کی دنیا

بغداد کالونی، محلہ فاضلیہ، رحیم یار خان،

پاکستان (فون: 0300-4932580)

سے شائع کیا۔

معشوق

رسالت عشق میں حقیقت وہی معشوق کامل ہے
جو وعدوں کو نبھانے کا کوئی وعدہ نہیں کرتا

عاشق

جہنم میں جانے کا ہمیں کوئی ڈر ہے نہ غم
محبت کے سفر میں ایسا بھی کوئی مرحلہ ہوگا
عشق وہم جہنم میں بھی ایسے ہی کریں گے
ادھر ہم جل رہے ہوں گے ادھر تو جل رہا ہوگا

تصوف کی دنیا

وہ کربلا تھی یا مستانوں کے ہاں کوئی میکدہ تھا
حرم میں تو کوئی بھی اس طرح سجدہ نہیں کرتا

محبت کی دنیا

محبت ہو یا تجھ کو وا کہ ہاں ٹوٹ کر چپ ہے
کوئی چھ ماہ کا بچہ اس طرح صدقہ نہیں کرتا

عشق آگ ، عشق ناگ

کاش ہوتا عشق اُپنے بھاگ میں
دیکھتے ؛ جلتا سمندر ؛ آگ میں
کاکُل ورخسار وکا جل ؛ آنکھ کیا
زہر کے شُعلے بھرے ہیں ناگ میں

-∘∘○○◯◯○∘∘-

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فقیری

تکوینی اختیار نبوت کے پس و پیش

تدوینی اسرار گلریزی درویش

ہے عشق خداوندی محمد ﷺ کی فقیری

نہیں اس میں عقل خیزی کی تکرار جگر ریش

بانیِ محفل

ہر بات سمجھتا ہے تیرا بانیِ محفل

کاکل ہے ہدف تیرا یا رخسار کا اک تل

اس سینے میں کعبہ ہے یا بُت خانہ تیرا دل

اس کو بھی ذرا دیکھ اس کو بھی ذرا سن

بغاوت

میں کیا ہوں گا، میری جب جستجو میں تُو رہا ہو گا
نرم ہاتھوں سے میرے اس بدن کو چھو رہا ہو گا
قدم سے سر تلک اپنی محبت دے کے جب تُو نے
وفورِ شوق سے باہوں میں مجھکو بھر لیا ہو گا
اچانک اس گھڑی جب میری آنکھیں کھل گئی ہوں گی
حیا سے تُو سمٹ کر میرے دل میں چھپ گیا ہو گا
نہ جانے کتنی مدت اپنی زلفیں کھول کر تُو نے
بہارِ وصل سے مجھ کو دیوانہ کر رکھا ہو گا

یقیناً جب فرشتے مجھ کو جدا کر رہے ہوں گے
وہاں میں گم گیا ہوں گا وہاں بس تُو رہا ہو گا

کوئی تو بات دانستہ لبوں پر آ گئی ہو گی
کہ جس پر وعدہ مجھ سے بغاوت کر گیا ہو گا

محبت میں تمہاری اپنے بندوں سے نہیں بنتی
یہاں پھر وہ رہے ہوں گے یہاں پھر تُو رہا ہو گا

جہنم میں جلانے کو ہمیں تُو بھیج دے بیشک
محبت کے سفر میں ایسا بھی کوئی مرحلہ ہو گا

عشق کو ہم جہنم میں بھی ایسے کھینچ رکھیں گے
اُدھر ہم جل رہے ہوں گے اُدھر تُو جل رہا ہو گا

نہیں موقوف شفقت دید اُسکی جنت و دوزخ پہ
جہاں بھی ہو گا کوئی اُس کا جوبن دیکھتا ہو گا

***

کربلا اور عید کی ملاقات

جنازہ پڑھ کے آیا ہوں میں اپنی پارسائی کا
عمل میں جس کے دھوکا ہو وہ سر اونچا نہیں کرتا
خداوندا قضا و جرم کی یہ کیسی منزل ہے
گناہ کرتا ہوں جو مجھ کو وہ کیوں ریزہ نہیں کرتا
رقیبوں نے تو سجدوں سے جبینیں داغ رکھی ہیں
میرا دل ہے کہ بن دیکھے تجھے سجدہ نہیں کرتا

تعلق توڑنے کی تم نے بھی اب ٹھان رکھی ہے
میں وہ ہوں جو ذرا سی باتوں سے دل میلا نہیں کرتا

تعلق توڑ لو بیشک، ابھی مجبور ہو مجھ سے
مگر یہ سوچ لو اپنوں سے کوئی ایسا نہیں کرتا

وہ کربل تھی یہ مستانوں کے ہاں کوئی عید کا دن تھا
حرم میں تو کوئی بھی اس طرح سجدہ نہیں کرتا

محبت ہو یا تجھ کو لاکھ یا دل ٹوٹ کر چاہے
کوئی چھ ماہ کا بچہ اس طرح صدقہ نہیں کرتا

کہا حق نے کہ ان کے حق میں گر تم پوچھنا چاہو
تو میں بھی تنہا ان سے ایک پل رہا نہیں کرتا

اٹھا کر ہاتھ میں خنجر کہا جانانِ عالم نے
رگیں سب کاٹ دو گردن کی یہ کوئی نہیں کرتا

رسالت عشق میں شفقت وہی معشوق کا ہے
جو وعدہ اس کو جینے کا کوئی وعدہ نہیں کرتا

* * *

سامنا ہوگا

خدا جب عشق سے دل کو مزین کر رہا ہوگا
یہاں جو حال اپنا ہے وہاں بھی اِس طرح ہوگا
جہنم کو بنانے کی اسی دم ٹھان لی ہوگی
نصابِ عشق میں جب حرفِ فرقت لکھ رہا ہوگا
تعجب ہے خدا ہو کر بنا لیلیٰ ازل کیسے
وہاں بھی کوئی نہ کوئی اُس کو دیوانہ مل گیا ہوگا

وہ مستی میں جگہ خود آپ جنت بن گئی ہوگی

جہاں مستوں کو باتیں کرنے کا موقع ملا ہوگا

سرور و کیف کی محفل جہاں کچھ دیر کی ہوگی

وہ کعبہ تھا جو پہلے پھر وہ بت خانہ بنا ہوگا

سنا ہے کل قتل گاہوں میں قیامت کا کوئی دن تھا

لگے ہے اُس کی کھڑکی سے کوئی پردہ اٹھا ہوگا

ہمیں تو سوچ شفقت دل کی یا مجھنے نہیں دیتی

ہمارا کیا بنے گا جب وفا کا سامنا ہوگا

آبگینوں میں

***

سما سکتا نہیں جو آسمانوں میں زمینوں میں
تعجب ہے سما جائے وہ اہلِ دل کے سینوں میں
وہاں تو سال بھر قاتل کے گھر بھیڑ رہتی ہے
یہاں یہ حادثے ہوتے ہیں ساون کے مہینوں میں
کبھی تو دو ترے اشکوں کے ساحل پر نہیں آتا
سمندر رلا دے تو کبھی آپنے سفینوں میں

عشق کرنا ہے تو پھر دین و دنیا سے نکل آئے
کہ دانا سانپ کب رکھتے ہیں اپنی آستینوں میں

گلہ ہر جام پر میرا ہے یہ اب میرے ساقی سے
لبوں کی وہ مہک آتی نہیں ہے آبگینوں میں

انہیں کعبہ وفور شوق میں خود ڈھونڈ لیتا ہے
ہوں تیری جبہ سائی کے نشاں جن کی جبینوں میں

تو اپنے نام کی جنت جہنم کو اگر دیدے
تو پھر وہ ناز کر لے تجھے اپنے مکینوں میں

اسے ملنے کی کہتا ہوں تو وہ یوں کہتا ہے مجھ کو
کہاں بھلائے گا ہم کو تو دنیا کے کمینوں میں

ابھی کچھ دیر کر دو لمحے بھی اب آنے والے ہیں
جہاں ہم دو بدو بیٹھیں گے اپنی بالکنیوں میں

کبھی صحرا میں گھومیں گے کبھی جنت میں ٹہلیں گے
کبھی ہم چاند بن کے بیٹھیں گے شفقت حسینوں میں

*** ***

معارفِ عالیہ

وفا جانانِ عالم ہے

عشق جب پیکرِ یزداں سے کوئے دل میں آتا ہے
جہنم سے بھرا اِک بحرِ قلزم ساتھ لاتا ہے

وفا جانانِ عالم ہے عشق سے بالاتر شے ہے
خدا سے بھی اگر مانگیں تو وہ بھی بھاگ جاتا ہے

☆☆☆

ڈور نہ اب جا

کل پھر وہ حشر ساز سرِ بام تھا بیٹھا
آکاش بھی مدہوش تھا اور چندی بھی ترچھا
لگتا تھا کہ دل والوں سے یہ گئی دعا تھی
اک وفد نظر بازوں کا اس طرف آ نکلا
دیکھا جو انہوں نے تو کسی عذر بہانے
اُس طرف کو ہو بیٹھے تھا جس طرف وہ بیٹھا
کوئی لاکھ چھپائے نہ چھپے عشق کی خوشبو
کوئی لاکھ چھپائے نہ چھپے حسن کا جلوہ
اُس وقت حسن والوں کا کھلتا ہے مقدر
مل جائے انہیں بھوؤں سے وہی نہ بخش دیتا

دیکھ جو حشر نے کہ نظر باز ہیں بیٹھے
کی اوٹ مگر اس سے چھپا پھر بھی نہ چہرہ
اُن سے تو اُسے چھپنے کی مشکل تھی نہ کوئی
ہاں اُن میں تھا اک شفقت بیدار بھی بیٹھا
اُن میں تھا یہی ایک نظر باز غضبناک
تھا جس کی نظر بازی سے ہوشیار وہ رہتا
بیٹھا تھا اسی سوچ میں کہ کیسے چھپوں میں
یہ بندہ کسی طرح بھی چھپنے نہیں دیتا
اُن سب کو اسی نے ہی نظر باز بنایا
اُن سب کا ہے اس فن میں یہی رہبر یکتا
کوئی لاکھ کہے اس کو نظر بازی گناہ ہے
کہتا ہے گناہوں کی میں پرواہ نہیں کرتا
میں لاکھ چھپوں کعبہ صنم خانوں میں جا کر
اُن میں بھی مجھے شوخ نظر ڈھونڈ ہے لیتا
یوں اس نے کیا تجھ کو چاہا میرا سارے جہاں میں
میں خود ہوں نظر بازی کے فن ان کو سکھاتا

یہ رازِ خفی اس نے ہی اب ظاہر کیا ہے

ہو تم جو گناہ کرتے نہیں حد سے کا ۔۔۔

ان ہی سے تو اس راز سے ہو جائیں گی باتیں

ان سے ہی وہ ہم سب کو رب کا ۔ چ بخشش

اس نے ہی یہ لکھا ہے وصل اصل گناہ ہے

واصل نے ہی وصلت ت ب ۔ پیار کا

بیٹھیں گے وہاں جب یہ کسی راہگزر پہ

دیکھیں گے یہ جب دور سے اس حسن کو جلوا

کہہ دو نگاہ میں شفقت کو نظر ہو ادھر ؟

اے جان وفا بیٹھے گا اور دور نہ اب ہو

★★★

موت کے آداب کیا

چشم مجنوں سے تماشہ حسن لیلیٰ دیکھیے
عام لوگوں کی نظر میں حسن کے آداب کیا
آنکھ والا دیکھتا ہے حسن کی تصویر کو
بے نظر کے سامنے ہے خشک کیا شاداب کیا
حسنِ لیلیٰ ء ازل کی اس صبا کو دیکھ کر
دے زبانِ شوق سے کوئی اس کا اب جواب کیا
عشق کامل ہو تو نظرت آپ دیتی ہے جواب
نظر کامل ہو تو پھر اُٹھتے نہیں حجاب کیا ؟

تن کی دنیا میں فقط تصویر دیکھی ہے تیری

روح کی دنیا میں گزرے کا یہ دل بیتاب کیا

میکدہ بھی دیکھا تھا پر جب سے دیکھا ہے اسے

بھول بیٹھی ہے نظر کہ ہوتی ہے شراب کیا

بن تیری تلوار کے عاشق کوئی مرتا نہیں

کیا کہ یہ رکھتا نہیں ہے موت کے آداب کیا

چھپ سکو گے کل نہ آنکھوں سے میری تم دیکھنا

بے خودی میں نظر آتا ہے کوئی نقاب کیا؟

کیا کرے قربان شفقت پاؤں کی اس دھول پر

جب کہ پہلے ہو چکے خورشید کیا مہتاب کیا

در پہ بیٹھا ہے کوئی

حشر کی باتیں سنی ہیں حشر کو دیکھا نہیں

کل وہ آئیگا سر بازار اس کو دیکھنا

جنتوں کے باب پہ ہیں سب کھڑے جو رہے

کاش نگاہ کر دے وہ رخسار اس کو دیکھنا

اہلِ دل کی بن رہی ہے ان بتوں سے آج کل
شاذ ان سے بھی کوئی نکلے پیار اُس کو دیکھنا

پارساؤں کو یوں کل رندانِ محفل نے کہا
یہ نہیں ہے پرتوِ گلزار ، اُس کو دیکھنا

اب تو بن کے خاک ہی جانا پڑے گا ناز تک
مسترد ہے سب کی رسمِ دار اُس کو دیکھنا

پاؤں میں ان کے ہو رہی تھی میرے بوسوں سے چبھن
کہہ رہے تھے منہ میں ہے کوئی خار اُس کو دیکھنا

کل قتل گاہوں میں ان کی آنکھ ہی کا کام تھا
ورنہ کب تھی زحمتِ تلوار ، اُس کو دیکھنا

پہلے دیکھو ، دیکھ کر شفقت یوں کہہ کر چل دیے
در پہ بیٹھا ہے کوئی بیمار ، اُس کو دیکھنا

☆☆☆

خیر و شر کے روز و شب
مجاز حقیقت کے سامنے

گھر میں آتے ہو تو دل کرتا ہے مجھ کو مطمئن
گھر سے جاتے ہو تو یہ بیزار کرتا ہے مجھے
کیا ہوا اس بے غرض کو اب غرض کی آگ میں
باندھ کر مشکیں میری فی النار کرتا ہے مجھے
یا تو اس پہ ہو گیا ہے جادو تیری آنکھ کا
یا تو تجھ سے عشق پہ تیار کرتا ہے مجھے
دل لگانا ان بتوں سے کافروں کی ریت ہے
لاکھ کہتا ہوں مگر انکار کرتا ہے مجھے
گھور رہا ہے، دیکھیے اس ماہ جبیں کی آنکھ کو
ساتھ ہی پھر مائل رخسار کرتا ہے مجھے

دیکھتا ہوں جب تیرے ہونٹوں کی نازک پتیاں
چوم لو ان کو یہ پھر اظہار کرتا ہے مجھے

بات کا انداز دیکھو جان و دِل ہیں اُس طرف
آنکھ کا کاجل تہہ تلوار کرتا ہے مجھے

ایک جانب آگ ہے اور ایک جانب بوستاں
ایک جانب وہ کھڑا ہوشیار کرتا ہے مجھے

اِن لب و رخسار پر تلووں کی میرے چھاپ ہے
جو ہے کرتا پیار اِن کو پیار کرتا ہے مجھے

ایک سچا دِل ملا ہے اِس بھرے سنسار میں
دیکھ کر جس کو یہ دِل اقرار کرتا ہے مجھے

شفقت وفورِ شوق میں وہ عشق کامل مانگیے
جو خدا سے مائل گفتار کرتا ہے مجھے

☆......☆......☆

تعجب ہے

تعجب یہ نہیں اُس کے لئے تُو چھوڑ دے دنیا
تعجب یہ ہے کہ تیرے لئے وہ چھوڑ دے زہدا
تقاضہ بندگی کا ہے کہ تُو اُس کو خدا مانے
نہ یہ کہ وہ خدا ہو کر مجھے کہتا پھرے اپنا
وہ مجھ سے اتنا مخلص ہے کہا دو ٹوک زاہدوں کو
کہ اس کے معاملے میں میرے آگے کچھ نہیں کہنا
وہی تُو نے کیا جو کچھ کہا جن و ملائک نے
رکھا کیا اور پیچھے جس کے اوپر ہے مجھے لکھنا
وہی خوں ریزیاں کی ہیں وہی کی قتل و غارت بھی
یہی دیکھا تھا زاہدوں نے تیرے حق میں وہاں سپنا

تعجب ہے اُنہی کے خوابوں کی تعبیر میں تو نے

لگا رکھا ہے پورا کرنے پہ یہ دل و زور اپنا

نگاہ اب کیوں نہیں جاتی حرم کے بام پہ تیری

جہاں وہ نبیوں میں پہنچے تھے خدا کے پیار کا گہنا

لگا رہتا ہے قصوں میں، تو کاوش کے روٹی پہ

بھلا بیٹھا ہے اُس کی آنکھ کا جام وہ جو پینا

کہا جب اُس نے کہ تو ہے سراپا آرزو میری

تو پھر تو نے نہ سیکھا آرزوؤں کا بھرم رکھنا

تجھے اب دیکھ کر خاموش ہیں سارے جہاں والے

کہ سب فضول سا لگتا ہے اس بارے تجھے کہنا

تعجب ہے کہ اس پہ بھی تو جنت کی دعا مانگے

کہ جب دوزخ میں بھی اچھا نہیں لگتا تیرا رہنا

مزید

تُو جیسے سُن نہیں سکتا زباں پر اپنی زوجہ کے
کہ لے وہ پیار سے کئی بار نام تیرے بھائی کا
تو اُسکا ہے کہ جو لاریب غیرت کا سمندر ہے
تو پھر وہ کس طرح سُن لے کہ تُو ہے غیر کا منگتا
تُو جیسے اپنی زوجہ کی زباں کو کاٹ دیتا ہے
تو وہ بھی کاٹ دے سر جو ہے آگے غیر کے جھکتا
شکایت کا کوئی جملہ وہ تیری سُن نہیں سکتا
کئے خاموش اُس نے اس حوالے سے کئی یکتا
شکایت حق بجانب تھی کئی جو پارساؤں نے
دیا اُنکو غلامی میں کریں آگے تیرے سجدہ
تعجب ہے تُو ایسے بادشاہ سے پھر بھی غافل ہے
کہ جو سوتے میں بھی پوچھے تجھے کیا چاہتا ہے بندہ

کیا دو گے مجھے

☆☆

نام سن کر جان دے دو گے مجھے
دیکھ کر اے جان کیا دو گے مجھے
پیار آخر پیار ہے کچھ سوچ لو
پیار کا کیا امتحاں دو گے مجھے
سن کے بولوں گا اے جانِ عاشقاں
کر دیا ہے تو نے مجھ کو بیکراں
بن کے میں صیاد رہوں گا آس پاس
جیسے دیتی ہے حنا ہاتھوں کی باس

عشق میں میں خاکِ راہ بن جاؤں گا
تجھ سے لگا دل تجھی کو چاہوں گا

چھونے کا موقع ملے جب تو خاک کو
چوموں گا بڑھ کے تمہارے ہاتھ کو

ہاتھ کا بوسہ میں لوں گا اس طرف
آنکھ کی برچھی اٹھے گی اُس طرف

پہلے تو دو دیدار سے فیضِ نگاں
پھر کہو گی تو کیا تھا کس طرف

میں کہوں گا کرم ہیں سرکار کے
پھر دکھاؤں گا زخم دو دلدار کے

ورنہ کچھ جو ہاتھ میں رہ جائیں گے
ہاتھ ان کو ہونٹ تک لے آئیں گے

اپنی قسمت پہ ہمیں کو ناز ہے
عاشقوں کے حق میں یہ معراج ہے

کُنت کنزاً کا خزانہ ہے یہی

عشق کا ہے آخری توشہ یہی

دیکھ کر عرشِ الٰہ ہے جھومتا

ہونٹ کو جب ذرہ ہو کوئی چومتا

ہاتھ جب رُخسار پر لہرائے گا

چاند دو ٹکڑے اُدھر ہو جائے گا

سوچ میں جب ہاتھ دل پر آئے گا

حشر بھی محشر میں منہ کی کھائے گا

تو سوئے گا میں تجھے سہلاؤں گا

اس طرح میں تجھ سے تجھ کو پاؤں گا

☆☆

اے صبا

چودہویں کا چاند تھا اور سامنے آتا نہ تھا

★★★

یا تو مجھکو چھوڑ کر تنہا کبھی رہتا نہ تھا
یا بلانے پر میرے وہ کل یہاں آتا نہ تھا

زلفیں کھولے بیٹھا تھا یا رات ہی تاریک تھی
قافلے کو دل کے میرے راستہ ملتا نہ تھا

زندگی بھر ساتھ رہنے کی قسم کھاتا تھا جو
راستے میں چھوڑ دیگا ایسا تو لگتا نہ تھا

لاکھ کہتا ہوں نہ سرمہ آنکھ میں ڈالا کرو
جب نشا تھا دل میرا ان آنکھ میں سرمہ نہ تھا

اے صبا سارا تیرے حسن ہی کا فیض ہے
جب میں آیا تھا چمن میں یہ بھی پتہ نہ تھا

تیرے مسکانے سے پھولوں میں یہ نکہت آ گئی
ورنہ میں دو آنسو پہلے بھی پیتا نہ تھا

حشر سے پہلے کیوں بپا کر دیا رخسار کو
حشر ہو گا حشر سے پہلے میں یہ کہتا نہ تھا

کل ذرا سی آنکھ ہی اُٹھی تھی فتنہ ساز کی
پھر قتل گاہوں میں دیکھا ایک بھی زندہ نہ تھا

تل کے اُس رخسار کا اپنا ہی اِک ماحول تھا
سانس تھا میرا کہ جو اُس آگ سے جلتا نہ تھا

جان کے لالے پڑے تھے اُس کا چہرہ دیکھ کر
چودھویں کا چاند تھا اور سامنے آتا نہ تھا

کیا ہوا اب بیٹھنے سے پہلے جانے کا کہے
جو کہ پہلے بیٹھ کر میرے یہاں جاتا نہ تھا

اس پہ لہرا کے صبا نے جھوم کر مجھ کو کہا
میں بھی تنہا تھی چمن میں آشنا ملتا نہ تھا

عشق کی دنیا' ثبوت سے میری آباد ہے
مجھ سے پہلے دھرتی پر میرا خدا آتا نہ تھا

ہچکیاں وہ آخری تھیں یا وصالِ یار تھا
کون تھا جو تجھ کو شفقت چھوڑ کر جاتا نہ تھا

ہاتھ میں ہم آ گئے

باصفا تھے تو خدا کے گھر میں اپنا نام تھا
ایک لغزش پر گناہ کے ہاتھ میں ہم آ گئے

جب لب و رخسار دیکھے اور کاجل آنکھ کا
یوں لگا جیسے قضا کے ہاتھ میں ہم آ گئے

توبہ کی تھی کہ بتوں سے بات نہ ہوگی کبھی
پھر نہ جانے کس بلا کے ہاتھ میں ہم آ گئے

جب وفا کی بات کی منہ پھیر کر کہنے لگے
اُف خدا کس بے ریا کے ہاتھ میں ہم آ گئے

عشق میں شفقت سب دونوں طرف ہی گئی ہو
دونوں کھنچے ہوں فنا کے ہاتھ میں ہم آ گئے

بے پردہ تیری صورت

بے پردہ زمانے میں اگر ہوتی تیری صورت
لگ جاتی ٹھکانے پر حوروں سے بھری جنت
تانگے نہ یوں سر جاتے عشاق کے نیزوں پر
اور دار پہ ملنے کی کرتا نہ کوئی ہمت
نہ دیر و حرم ہوتے، نہ باب کرم ہوتا
مر جاتے یہ سب کیلئے تکتے ہی تیری صورت
اُس آنکھ کے خنجر کا کیوں جگر ستم سہتا
اور ہاتھ میں قاتل کے ہوتی نہ کوئی ندرت
شفقت شب ہجراں کو کاکل نہ حسن دیتا
کاجل کی جگر سوزی پاتی نہ کبھی شہرت

☆ ☆ ☆ ☆

ساون کی اک جھڑی

☆☆☆

رحمت بنے آ گھر جب حسیں وہ سانولی

جانو دور چھپی میرے محبوب کی اب جھڑی

بھاگ میں پیچھے دور تک رحمت کی تاک میں

جانے کہاں وہ چھپ گئی جانے کہاں مری

موقع ملا تھا دیکھ کر وہ بھی نکل گیا

مدت کے بعد آئی تھی ساون کی یہ جھڑی

رونے لگا نصیب کو کونے میں بیٹھ کر

آواز التفات کی آئی پھر اس گھڑی

جو چیز جس کی ہوتی ہے لے جاتا ہے وہی

وہ چیز اس کی تھی کبھی وہ اس سے جڑی

تو میرے واسطے ہے میرے روبرو تو آ
وقت وصال ہے تجھے کیوں غیر کی پڑی
سن کر یہ گفتگو میں چلا ناز کی طرف
بے پردہ چند قدم پہ تھی شہناز وہ کھڑی
تکتے ہی اسکو تن و من پائمال ہو گئے
ہستی میری یوں جل گئی جیسے ہو پھلجھڑی
پھر خاک کو اڑا کے میری ناز نے کہا
اتنی تیری اوقات تھی ٹھہرے نہ اک گھڑی
ہمت ہو جتنی اس قدر دامن پھیلائیے
رہتی محفل عشاق میں کیا آبرو تیری
اتنے میں حضرت عشق نے جھاڑو لگا دیا
وہ خاک میری باندھ لی بصورت پڑی
پھر اسکو کوچہ ناز کے کونے میں رکھ دیا
جہاں دیدہ ترسے محفل عشاق تھی کھڑی

اک نیلے پہ یہ عشق نے اعلان کر دیا
تم دید کیجئے ہو یہاں ہے جان کی پڑی
جانا ہو دید کو تو پھر راہ دیکھ کر چلو
ہے خاک اک مشتاق کی اس راہ میں پڑی
شفقت کے ساتھ آؤ چلو میکشی کریں
اکثر مجھے بھی گھیرتی ہے اس کی کمتری

☆☆

ڈھونڈ پانے دیجئے

☆☆☆

دل کو میرے اس گلی سے ڈھونڈ پانے دیجئے
ایک ہی شے رہ گئی ہے وہ اٹھانے دیجئے

کل غریبی میں اسی کے ساتھ گذرے گا حشر
کیسے اس نے دیکھا تجھ کو یہ سنانے دیجئے

وصل کی اک بات پر منہ پھیر کر کہنے لگے
تجھ سے تو اک دل لگی ہے دل لگانے دیجئے

کوچے کی نکڑ پہ دشمن کو بٹھا کر لکھ دیا
اب جو آئے دیکھئے اس کو نہ آنے دیجئے

ہر کوئی اب منہ اٹھائے آ رہا ہے اس طرف
ان کو آداب حرم کے پاس نامے دیجئے

اک فقیر کا آستاں ہے جو چلے ہے رات بھر
اس طرف ان کم نظر کو کم ہی جانے دیجئے

دیکھو ان سے مل ملا کر آ رہے ہیں جھومتے

انکو جنت میں بٹھایئے' انکو کھانے دیجئے

اس پہ حق کو دشمنوں نے یوں کہا ہلکان کر

ان جلی باتوں سے اب نہ دل جلانے دیجئے

ان کھلونوں کو خدا! اکے نہیں دل مانگتے

یہ ہیں تجھ کو مانگتے' پردے اٹھانے دیجئے

اس پہ اللہ جھوم کر کہہ دیگا پھر دربان کو

یہ بھی میرے ہیں شفقت ان کو آنے دیجئے

☆☆☆

نہ بولو کبھی

☆ ☆

نہ تُو پلکیں بھگو نہ تُو مغموم ہو
عشق سچا ہے وہ جو نہ معلوم ہو
حشر ہونے کا دِل کو نہ احساس ہو
لاکھ عصیاں ہوں پھر بھی تو معصوم ہو
ایسی اُسکو سکھا دے محبت گری
جسمیں عشوہ، اشارہ، نہ مرقوم ہو

سر کو تیرے اُٹھا کر باہر پھینک دے

اُسکے اتنے کرم ہیں بڑی دھوم ہو

تیر کھاتے پھرو غم اٹھاتے پھرو

پھر بھی سمجھو یہ تم اُس کا مقسوم ہو

اُسکے فیضاں بنا دیں قلندر تجھے

پھر ادھر جھوم ہو پھر اُدھر جھوم ہو

سجدہ اپنی اَنی کا کر دو اس طرح

جس طرف دیکھو بیٹھو وہ قیوم ہو

بات اتنی سی ہے سب نہ کھو دو کہیں

راہِ اُلفت میں غفلت نہ ہو جو کہیں

عیدالفطر

میں اور رقیب

ہم رہے بس سجدہ کرتے دید کی کسی اور نے
ہم رہے بس عیدگاہ تک عید کی کسی اور نے
میں نے تو کاغذ پہ رکھ کر دل روانہ کر دیا
طشت میں گردن کٹا کر بھیج دی کسی اور نے

عیدالاضحیٰ

گفتگو کل چل رہی تھی در پہ شاہ و ناز کے
اب کے جشن عید کا کیسے کرے گا مرحلہ
اس پہ لیلیٰ(۱) عاذل نے دو ٹوک ہم سے بات کی
کل سروں پر عاشقوں کے ہم چلیں گے عیدگاہ

(۱) عشق خداوندی کے حوالے سے مشاق کی طرف سے دیا گیا

یہ صدی کا محبت بھرا جواب

تصوف اور محمود و ایاز

محمود و ایاز کے عشق و محبت کا یہ مخفی گوشہ صرف ارباب تصوف کو اسرار حقیقی اور اسکے مشاہدات عالیہ کے ذریعہ ہی سمجھ میں آ سکتا ہے

عشق معنوی اور مشاہداتِ عالیہ

اک دن ایاز محرم اسرار باصفا
دل جس کا لے گیا تھا وہ غزنی کا بادشاہ
آیا وفورِ شوق میں زندہ دلوں کے پاس
رہتا تھا جن کے زیرِ لب اُس شاہ کا تذکرہ

کی عرض اس نے محفلِ مستانِ عشق میں

میں دل کو ڈھونڈتا ہوں نہیں اس کا کچھ پتہ

دن رات ایک نام ہے لب پر مرے ہنوز

نہ چین رات دے گی نہ دن ہی دے گا

ڈرتا ہوں مر نہ جاؤں میں اُسکے فراق میں

جلتا ہے اُسکی آگ میں پتلا یہ خاک کا

ہے آرزو کہ بادشاہ کو دیکھ کر مروں

قدموں پہ سر ہو سانس پھر یہ کہہ دے الوداع

سُن کر یہ طرزِ گفتگو ہجر و فراق کی

اُن میں سے ایک پیر نے ایاز کو کہا

جو بات کہہ رہے ہو سمجھتے بھی ہو اسے

یہ عشق لونڈیوں کا نہیں ہے تجھ کو کچھ پتہ

محمود جس کا نام ہے دیکھا نہیں ابھی

جو اس پہ مر گیا ہے وہ سمجھو کہ نہ مرا

بچے ہو' پھر غلام ہو' اس پر نظر کرو

بندے کو عشق مولا کا یہ کیا ہے ماجرہ

تو بلبلا ہے آب کا وہ سیل بیکراں

موجوں پہ اُس حسین کے ٹھہرے ہیں دوسرا

بہتر ہے اُس کی آگ میں خود کو نہ تو جلا

دے جائیگا وہ دل کو نہیں اُس کے کام کا

سُن کر ایاز بات کو قدموں پہ گر گیا

اے پیر' آستاں سے نہ مجھ کو تُو یوں اُٹھا

تُم پیر عالمین ہو محفل میں لے چلو

یہ فرض آپ کا ہے یہی کام آپ کا

دیکھا وفورِ شوق سے جب اُس کو پیر نے

جھانکا تو واقعی' سینے میں دل نہ تھا

تب اُٹھ کے ہاتھ پیر نے تھاما ایاز کا

چل آ' دکھاؤں میں تجھے غزنی کا بادشاہ

چلتے رہے وہ دور تک جنت کے بوستاں

جن کے در و دیوار پر اُس کا وقار تھا

اینٹوں پہ اُسکے نام کے نقش و نگار تھے

پتوں پہ اُس کے کام کا ہوتا شمار تھا

پوچھا ایاز نے کہ ہے اب دور کس قدر

وہ جلوہ گاہِ ناز کہ جس کا خمار تھا

خاموشی بہ زباں سے کیا اُس کو پیر نے

بس پاس ہی سرا ہے اُس عالیجناب کا

چشمے جو تھے رواں وہاں اُن میں شراب تھی

ساقی کا مال اس جگہ بھی بے حساب تھا

وہ آنکھ جو کہ مستیء میخانہ تھی مگر

اُس کا یہاں بھی دور تک نہ انتخاب تھا

کچھ فاصلہ جو طے ہوا مرشد کے ساتھ ساتھ

دیکھا کہ اک محل ہے جو اتنا فراخ تھا

دونوں جہان کونے میں اس کے اگر رکھو
ایسا لگے کہ یہ سبھی دھوکا تھا خواب تھا
اس مرمریں دیوان میں دفتر تھا حور کا
کرتا ہے شیخ اس جگہ سودا ثواب کا
ملتی ہیں اس فراز پہ جنت کی مسندیں
رکھا تھا جن کے رُو بُرو تکہ کباب کا
دیکھا کہ اِک ہجوم ہے دُنیا کا اس جگہ
کچھ ان کے لین دین کا اپنا حساب تھا
بیٹھا تھا شیخ ساتھ ہی ماتھے کو تھام کو
لگتا تھا اس حساب میں خانہ خراب تھا
اس پر کہا ایاز نے آگے چلیں حضور
کیونکہ یہ شور حال پہ حرفِ عذاب تھا
آگے چلے تو اک طرف صحرا نظر پڑا
جس کی زمین پہ نور کا پھیلا سیلاب تھا

بیٹھے تھے اُس مقام پہ ارباب ارجمند
اک اِک جوان اُن میں وہ اپنا جواب تھا
اُٹھے وہ سارے حضرتِ مرشد کو دیکھ کر
جو جو بھی اُن میں تھا وہ اِن کا فیض یاب تھا
کہنے لگے فقیر کو آؤ اُدھر چلیں
جلوہ فگن جہاں پہ وہ عزت مآب تھا
پردے ہزار چلمن اقدس پہ تھے پڑے
اک اِک حجاب جلوۂ صد جاں عذاب تھا
اک اِک کو اس کے نور نے گھیرے میں لے لیا
وہ اس لئے کہ ان میں ہر بند و شباب تھا
دیکھا تو سامنے تھیں وہی آنکھیں نرگسیں
جن کا کہ قاتلوں کے ہاں چلتا حساب تھا
سب نے کہا ایاز کو محمود دیکھئے
اُس کا ہے یہ جواب جو کُل لاجواب تھا

وہ جس کی دید کیلئے ناکے گئے تھے سر
وہ جس کی دید سے ہوا صحرا سیراب تھا

کس واسطے تھا طائف میں محشر بپا ہوا
کیوں پتھروں میں گھر گیا عزت مآب تھا

وہ جن کے واسطے کئے پیدا یہ بحر و بر
یوں اُن پہ اس طرح بھی ہوا التفات تھا

ایاز اُس کو دیکھ کر سجدے میں گر گیا
کیونکہ یہ اُس کے عشق کا ہی انتساب تھا

محمود نے عشاق کو گھیرے میں لے لیا
پھر کیا ہوا کس کو کہاں اب اجتناب تھا

اک نور تھا کہ چار سو چھا تھا اُس جگہ
اک کیف تھا کہ جابجا پھیلا سحاب تھا

رفتی بھی جذب شوق کے سحر میں کھو گئے
ایاز بھی سرمستی، محو شراب تھا

شاید یہی وصال تھا، واصل تھے بے خبر
شفقت اِس وصال سے لگتا ہے مجھکو ڈر
عاشق ہو تو نہ ملنے کا اُس سے سوال کر
عارف ہو تو یہ رکھیے نعمت سنبھال کر

☆☆

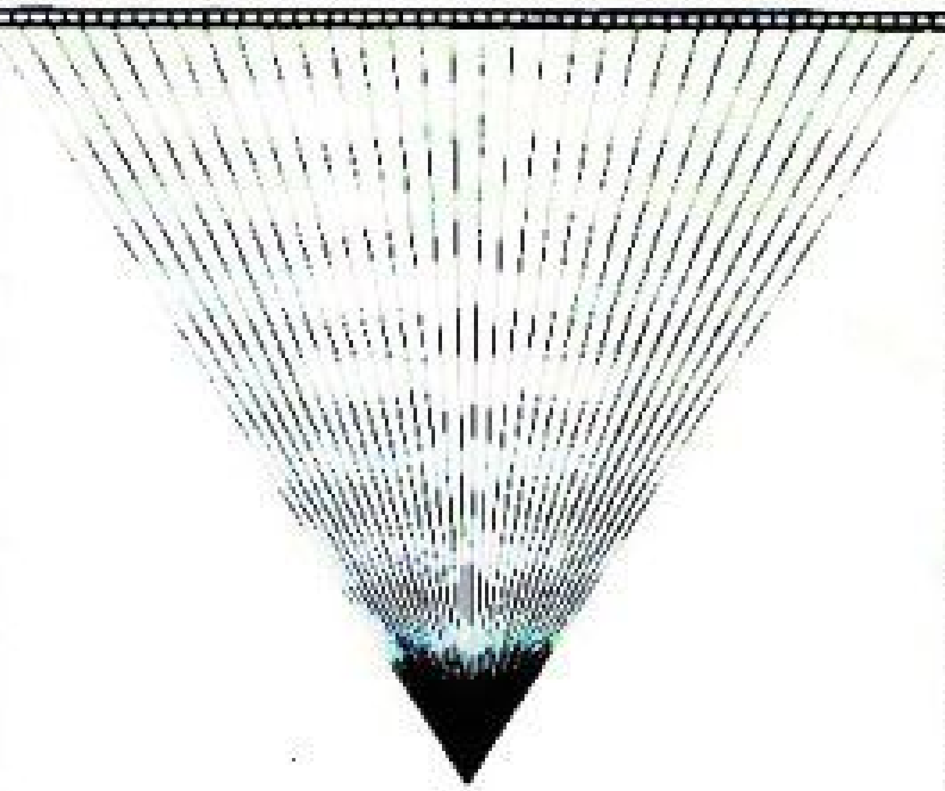

حضرت
بُسطامیؒ اور لیلیٰ یکتا

فہیم شاذ بسطامی، علیم عارف ہوا

گیا جب عالم برزخ میں یہ اللہ کا بندہ

ملائک نے حسبِ دستور پوچھا شاہِ بستاں سے

تو کس کا بندہ ہے اور کیسے نکلا اُسکی دُنیا سے

حدودِ بندگی میں کوئی خرابی تو نہیں آئی

کیا کرتا رہا اُس شور و شر میں مردِ سودائی

کہا بسطائی نے اُنکو عزیزو جانِ من سُن لو

کہ جس نے بھیجا ہے تم کو یہ پوچھو پہلے تم اُس کو

کہ رہتا تھا جو دنیا میں تیرا عاجز سا اک بندہ

وہاں وہ کس طرح رہتا تھا کرتا تھا وہ کیا دھندہ

ہے اُس سے تیرا رشتہ کیا ہے اُس کا تجھ سے ناطہ کیا

تو اُس سے کیسے رہتا تھا وہ تجھ سے کیسے رہتا تھا

ہاں میرے بندہ ہونے کی اگر تصدیق وہ کر دے

تو سمجھو بات پکی ہے، جدھر چاہے اُدھر کر دے

ملائک سن کے یہ باتیں حیرانی میں گئے تھے

عجب ہے بندہ خاکی نے سوالوں کے ہیں رخ پھیرے

گئے واپس حریم ناز کی جانب وہ یوں کہتے

بدل دیں جو سوالوں کو ہیں ایسے بھی عبد تیرے

ملائک نے ادب کے ساتھ سنگ در پہ سر رکھے

کہا بسطامی نے جو جو رہے برجستہ وہ کہتے

کہا حق نے چلو اچھا نہ جاتا پاس اب آ کے

کچھ ایسے بھی مکلف ہیں کہ جو جڑ جاتے ہیں تم سے

اب اس کو میں ملانے کی کوئی تجویز کرتا ہوں

فرشتے اور بھی در پہ ہیں انکو بھیج دیتا ہوں

یہ سنتے ہی ملائک نے پڑا تا کام کچھ بھیجے

نہیں کہا، ان کا آپس میں کوئی تو معاملہ ہو گا

بعد ان کے اک جماعت نور کی پھر آ گئی در پہ

کہیے کیا حکم ہے، عالیجاہ بندے ہوئے حاضر

کہا لیلیٰ ازل نے مُشرف بُسطام کو لاؤ

ادب سے بارگاہ میں محترم انسان کو لاؤ

یہ سُنتے ہی جماعت برزخ بُسطامؔ میں آ گئی

لگی کہنے، چلو اکرم، چلو اختر، چلو داعی

یہ سُنتے ہی شاہ بُسطام نے سجدے میں سر رکھا

اُٹھایا سر تو اپنے سامنے دیکھا کیا نقشہ

وہ قاتل آفتِ دل جان جاں وہ لیلیٰ یکتا

چلا کرتا تھا جس سے اس جہاں میں دید کا جھگڑا

وہ جس نے کہ دل بیتاب کو تنہا نہیں چھوڑا

کبھی راتوں میں ڈھل جاتا کبھی خوابوں میں مل جاتا

کماں روپ جو اپنا کبھی نہ سامنے لاتا

کہ جسکو دیکھ کر پرزے جسم ہو جائے بندے کا

یہاں اب کے وہ زلفیں کھول کے بیٹھا تھا محمل میں

یہاں اب کے تھا تھوڑا فاصلہ مقتول و قاتل میں

یہاں اب کے وہی سامان حرکش بھی تھے کاجل میں

کہ جس سے وہ شکار اپنے جکڑ لیتا تھا آنچل میں

بہت عرصہ اسی اسرار جلوت میں رہا ٹھہرا

نہ ملنے کی سکت ٹھہری نہ چلنے کو قدم اٹھا

بالآخر عاشق و معشوق میں باتیں لگی ہونے

مسائل میں تصوف کے لگے جام و سبو چلنے

کہا لیلیٰ نے عملوں پر اگر کچھ ناز ہے تجھکو

وہ سب کچھ باندھ رکھے ہیں انہیں دیکھو نہیں سمجھو

تمہاری طرف سے جو کچھ بھی ہے ان میں دیکھ بھو

یہ سب کچھ میری نسبت ہے اٹھاتا نہ اگر تجھ کو

تو کیسے رات کو اٹھ کر یوں باتیں مجھ سے کر سکتی

نہ میں تجھ کو اٹھاتا پھر بتا تو کیسے اٹھ سکتا

کہا بس سن ۔ جاں سوز نے ۔ واللہ یہ برحق ہے

نہیں اس میں ذرا بھی شک قسم تیری یہ بیشک ہے

کہا بُسطامی نے پھر یہ کہ میں مُشرک نہیں ٹھہرا

کسی بھی صورت احوال میں تجھ سے نہ رُخ پھیرا

کہا لیلیٰ نے اس پر بھی تیری گفتار جھوٹی ہے

چلا تا تو رہا تھا شرپہ جو گو ار جھوٹی ہے

کرو وہ یاد کہ جس رات تو نے دودھ پیا تھا

تو قدرے اُس سے تیرے پیٹ میں کچھ درد اُٹھا تھا

کہا تھا تو نے یہ تکلیف مجھ کو دودھ نے دی ہے

نظر مجھ سے اُٹھا کر تب نظر تو نے اُدھر کی ہے

بتا یہ حقِ اُلفت میں شرک نہ تھا تو اور کیا تھا

تو میرے گھر کو اس تکلیف سے اوروں کا گھر سمجھا

کہا بُسطامی ، بید اد نے وللہ یہ بیشک ہے

یہ بندہ محض فضل و کرم سے لاچار زیرک ہے

میں عاجز ہوں میں نادم ہوں کوئی دعویٰ کر نہیں سکتا

تیرا اگر کرم نہ ہوتا تو میں اک پل نہ چل سکتا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سعادتِ کیمیا

میں خدا کے حضور

سو پردے مجازی ہوں اُس اللہ کی صورت پر
گر آنکھ ہو عارف کی پھر سامنے بیٹھا ہے
اُس حسنِ فروزاں کے دل والے یہ کہتے ہیں
جو اُس کا ہے دل بجتا دل ان کا وہ بجتا ہے
گتا ہے ازل ہی سے تو غم سے رہا فارغ
تب سب یہ کہیں تجھ کو تو واحد و یکتا ہے
اک وقت تھا مجھ کو سنے نہ کوئی پہلے
ابلیس ہے جو آخر کچھ تیرا بھی لگتا ہے

دیکھو اس نے زمانے میں کیا دھوم مچائی ہے

جو کام ہے وہ کرتا، کوئی اور بھی کرتا ہے

اس پہ یوں کہا حق نے پیچھے سے سنو میری

کہ جنوں پہ کوئی عاشق چلنے سے بھی ڈرتا ہے

میں نے بھی تو دنیا میں اس کا ہے کیا چرچا

یہ قول کا سچا ہے، یہ عمل کا پکا ہے

بن اس کی شہادت کے ملتا ہے مجھے مشکل

جو چھپے ہوا اس کو رستے میں وہ بیٹھا ہے

بس ایک کسوٹی ہے اخلاص کے پرکھنے میں

کتنا کوئی سچا ہے، کتنا کوئی جھوٹا ہے

دیکھا ہے تجھے جس نے دنیا کا نہیں رہتا

تو کتنا حسین تر ہے، تو کتنا عجیب ہے

وہ خوف نہ جب لب پہ ہے تصویر کی تیری

اک رنگ قیامت ہے، اک حشر کا نقشہ ہے

کافر ہے کسی رند کو تیری زلف کے کونے

کوئی آنکھوں کی مستی سے صحرا میں جا بیٹھا ہے

تو دل میں تو رہتا ہے دل تجھ میں نہیں رہتا
پھر کیا ہے بھلا اس میں ہوا اس میں جو رہتا ہے
جل جائے جہنم بھی اس آگ کے شعلے سے
جو شعلہ شبِ فرقت اک ہجر سے اٹھتا ہے
کیوں خود کو جفاؤں پر آمادہ کیا تو نے
اے عشق بتا آخر کیا تیرا ارادہ ہے
پہلے کی طرح اب تو ملنے کو نہیں آتا
کیا دل کی خدائی میں ایسا بھی ہوتا ہے
لے جانے کی نیت ہے تو صاف بتا مجھ کو
دل لے کے مکر جانا کوئی کھیل تماشا ہے
بے شک تو خدا میرا پر دل کے حوالے سے
پوچھے ہے تجھے شفقت کیوں ایسے تو کرتا ہے

★★★

کوئی بھی روتا نہیں

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن

پہلے اک کے مرنے پر سب لوگ روتے تھے یہاں
اب ہزاروں مر رہے ہیں ایک بھی روتا نہیں
کیا ہوا اب موت ہم پر بے اثر سی ہو گئی
کیا ہوا اب پیار دل سے کوئی بھی کرتا نہیں
دل کی دھڑکن ڈر کی آہٹ سے کیوں بڑھتی نہیں
کیوں کسی کا اس گلی سے اب گزر ہوتا نہیں
یا تو اس نے عشق میں کر دی ہیں کچھ تبدیلیاں
یا دل بیتاب ہی میں درد اب اٹھتا نہیں
کچھ نہ کچھ تو ہو رہا ہے راستے میں دیکھیے
ہم ادھر جاتے نہیں اور وہ ادھر آتا نہیں

یہ کہاں کا پیار ہے کہ مرکے پہنچیں آپ تک
یہ کوئی مرنے سے پہلے آپ تک پہنچا نہیں

ہانک کر نیزوں پہ سر بھی دیکھئے ان کو چلے
آ گئے ان سے وہی کہوا یہ مجھے بھاتا نہیں

خاک جب تک بن کے عاشق نازنیں و زار ہیں
میں کبھی سودے کی خاطر شہر میں آتا نہیں

راستوں میں میرے سر ہوں ان کے ٹھوکروں کی جگہ
روحوں کی چادر پہ میرا پاؤں بل کھاتا نہیں

آنکھوں مستی سے صحرا میں ہوں بیٹھا اس طرح
میں تو سب کو دیکھتا ہوں کوئی مجھے تکتا نہیں

حشر میرے آنے ہی سے ہوگا شفقت دیکھنا
تیری ایسی بے تکی باتوں میں، میں آتا نہیں

☆…☆…☆

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ

☆☆

بیٹھے تھے اک دن جو میں بیکسوں کے غمگسار ﷺ

اک طرف تھے شیر یزداں اک طرف تھے یار غار

آگے تھے فاروق اعظم شان دین کردگار

پیچھے تھے عثمان اور اصحاب کامل باوقار

حکم پھر صادر ہوا جب قرن پہ جب سے کہ

ایک شخص بار عصیاں سے شفاعت پائے گا

پوچھا سب نے شہنشاہ سے کون ہے وہ باوفا

جس کو خلعت فقر کا تحفہ عنایت کر دیا

اس پہ شاہ دو جہاں نے عمرؓ سے یہ بات کی

تم اور علی دونوں وہ محبوب محبت ذات کی

بعد میرے جبہ میرا اس ولی کو دیجئے

امت کے حق میں فقر کی پائے دعوت لیجئے

جب سنا یہ عمرؓ نے تو دل کا رنگ جاتا رہا
میں ہی تابع مصطفےٰؐ ہوں یہ ترنم جاتا رہا

آسماں کے تاروں جتنے سب میرے اعمال ہیں
فقر کی شاہی کے آگے یہ بھی کنگال ہیں

آخرش اس جبہ سائی کا زمانہ آ گیا
فقر رہتا تھا جہاں وہ آستانہ آ گیا

لے گئے جب مہر و ماہ اس خلعت ابرار کو
جنگلوں میں پھرتے دیکھا عاشق زار کو

ہاتھ باندھے جس کے آگے پھر رہے افلاک تھے
اور فرشتے جس کے قدموں میں زباں چوستے تھے

عشق میں یہ جانتے سب کے سب بیباک تھے
حشر جس کو کہتے ہو وہ بھی یہاں تمنا سے تھے

جنت و دوزخ کے سارے قفل کھل جاتے رہے
اللہ کے بندے کے آگے سر کے بل جاتے رہے

دونوں عالم کے نظارے ہو رہے تھے اس جگہ
عرش سے حق کے اشارے ہو رہے تھے اس جگہ

پھر مخاطب عمرؓ ان سے علیؓ جا وایسے ہوئے
جیسے مولا کو منانے کی طلب بندہ کرے

شاہ والا جبہ اپنے تن پہ زیبا کیجئے
اور اُمت کی شفاعت کا حوالہ دیجئے

پھر کہا اویسؓ نے اے جانِ من اے جانِ جاں
میں خدا کی بارگاہ میں ہوں فقیر ناتواں

مجھ میں ایسی بات کیسی دیکھ لی سرکارؐ نے
حق میں امت کے دعا کی کہہ دیا ابرار نے

یہ تو حق سرکار ﷺ کا ہے اُن کو ہی حق دیجئے
اور جبہ فقر کا للّٰہ یہ واپس لیجئے

اس پہ دونوں بادشہ کہنے لگے جانِ وفا
یہ حکم سرکار ﷺ کا ہے جبہ حق ہے آپ کا

اس کو ہے گر بارگاہ میں مانگنے کو صبر ہے

پھر وہ جانے اور تو جانے تو ہے بندہ وہ خدا

کر کے یہ تسلیم کل بارگاہ کو چھوڑ دیا

ایک جھونکا آیا اس کا تھام پھر دامن لیا

عرض کی یا رب خدا امت نبی ﷺ کی بخش دے

جیسا ان کو تاج بخشا ویسا ان کو جنت دے

تجھکو تو ہر اک کہے گا کیوں کہا کیسے کہا

تجھکو کوئی نہ پوچھے گا کہ کیوں یہ کیسے کیا

میں ہوں مرتا پر خطا مجھکو تو ٹوکا جائے گا

تو ہے مرتا پر خطا تجھکو نہ پوچھا جائے گا

مجھکو ہیں سب جانتے کہ بے ادب انسان ہے

تجھکو ہیں سب مانتے آخر کہ تو رحمٰن ہے

آج بخشش کی ایک عام کا اعلان کر

آج بندوں پہ خدا کے عام کا احسان کر

اس پہ حق کہنے لگے' اویسؒ جانی جان جا

تیری خاطر لاکھ بخشے لے سند اور مان جا

ساری بخشیں ساری بخشیں یہ منا کر جاؤں گا

ساری بخشی ساری بخشی یہ لکھا کر جاؤں گا

پھر کہا اچھا سنو' دس لاکھ امتی کر دیئے

اب تو دامن چھوڑ دے دس اور اس میں دھر دیئے

فقر بولا اور دامن کو ذرا مضبوط کر

وقت پھر نہ آئے گا' اس کام کو محفوظ کر

آج راضی برضا ہے' اپنی مرضی کیجئے

ساری بخشیں ساری بخشیں یہ ہی مرضی کیجئے

پھر خدا نے یہ کہا' آخر ہے یہ اب جان جا

بے حساب لے جا جانی مان جا اب مان جا

اس طرف دل میں عمرؓ کے بات حق نے ڈال دی

اس بھلا ضدی کو تو نے کیسی الٹی چال دی

وقت تھوڑا رہ گیا ہے بولے یہ اب زور دے

دل کو دل سے جوڑ دے اپنی منافقی چھوڑ دے

سن کے اتنی بات وہ ہنس کے اٹھ کر کہا

تو نے جلدی کی ہے پیارے میں نہیں تھا چھوڑتا

چھوٹے سے اس کو میں نے ابھی دھوکہ دیا

بے حساب حکم اس کا بے حساب ہو گیا

دیکھ کر شان قمر کو عمر جی کہنے لگے

کوئی وصیت ہم کو بھی اے شہ والا کیجئے

سن کے یہ ولی بولے کیا ہو حق کو جانتے

دل سے اس کو مانتے ہو من سے ہو مانتے

عمر بولے جان و دل سے ہاں میں حق کو مانتا

دل سے اس کو مانتا ہوں کسی سے ڈرتا

بولے پھر اوس نے کہا ہے یہ سب تیرے لیے

تو ہے اس کے لئے اور وہ ہے تیرے لئے

پھر کہا اویس نے کیا وہ بھی تجھ کو جانتا ؟

دل سے تجھ کو مانتا ہے من سے تجھ کو مانتا

پھر کہا یوں عمرؓ نے ہاں وہ بھی مجھ کو جانتا

دل سے مجھ کو جانتا ہے من سے مجھ کو جانتا

بولے پھر اویس بہتر ہے یہ سب تیرے لئے

دونوں عالم میں کہے تو ہے خدا میرے لئے

تو چلے دنیا سے جب اللہ کا یہ فرمان ہو

اے فرشتو پاس لاؤ میرے اس مہمان کو

پھر ملائک پر خلافت کے کھلیں اسرار سب

پھر جھکا دیں نظر اپنی ہوئے ہم گفتار سب

ہم نے تو سجدہ کیا تھا اک نظارے پر تیرے

اس نے تو نیکی دی ہے شمارے پر تیرے

بندگی میں ہم کو اسکی راہ پہ چلنا چاہئے

آفتوں میں رو کے حق سے پیار کرنا چاہئے

عشق میں کون و مکاں کو مست کرنا چاہئے
ساتھ رندوں کے خدا کو رقص کرنا چاہئے

عہد میں قالو بلیٰ کے کھنکھناتا جام کیا
میکشی میں مبتلا ہو زحمت ہنگام کیا

درد دل یہ ہے کہ تو دوزخ میں خود کو جھونک دے
اور اپنے حصے کی جنت تو ان کو سونپ دے

عرش دیکھے یہ نظارہ تو لگے وہ کانپنے
اور اللہ بے خودی میں آئے تجھ کو دیکھنے

اہل دل دوزخ پہ اپنا جب کرم فرمائے گا
دیکھ کر دوزخ حیا سے سرد ہوتا جائے گا

ادھر سے پھر صدا رحم خدا فرمائے گا
جس کو سنتے ہی جہنم کا شکم پھٹ جائے گا

تو کھڑی کیا تک رہی ہے میرے عاشق زار تو

مانند خلیل اس پہ پھر سے تو گلزار ہو

دیکھے جنت تجھ کو تو پھر رشک صد باراں کرے

تجھ پہ سو دل جان سے اپنے چمن واراں کرے

پھر خدا دیکھے کہ شفقت در دکیا خیرات ہے؟

جو امانت لے رکھی ہے کیا وہ چھوٹی بات ہے؟

عاشقِ ذات، عاشقِ صفات

یہ جوں سے پاک یہ جوں سے چاک

☆☆

ہم شکل دو بہنیں رہتی تھیں، شہر بغداد میں
خوش وضع خوش رنگ تھیں، دونوں طبع آزاد میں
ایک ٹھہری صفت پر تھی، ایک ٹھہری ذات پر
ایک صانع پر رکی تھی، ایک مصنوعات پر
رہ رہی ہیں اپنے اپنے حرم کے سایہ تلے
آخرش دونوں کو لینے ان کے محاسب آ گئے
جو رکی بت "مدہ" پر، وہ صنم لینے چلی
مر رہی تھی جس پہ دل سے بلم لینے چلی
پھرتی پھرتی شہر میں وہ ایک کونے پر رکی
یہ دکاں سنیار کی تھی، دیکھ کر زیور جھکی

اک انگوٹھی آبگینہ اس کے دل کو بھا گئی
نقش اس کو لکھا گئے، اور وہ نقش کو لکھا گئی
دام دیکر گھر کو لوٹی، ہاتھ میں وہ پہن کر
پھول بن بیٹھی صحن کا، ہاتھ اپنا کھینچ کر
پھر کہا دیکھو پری رانی چیز کیا میں لائی ہوں
آنکھ کو جو خیرہ کردے وہ پہن کر آئی ہوں
دیکھ کر اس نے کہا واہ مرحبا، واہ مرحبا
کیا انگوٹھی، کیا بناوٹ، کیا سجاوٹ دلربا
اس نے سمجھا شاید اس کا دل ہے اس پہ آ گیا
لینی چاہو تو یہ لے لو پہلی نے ہنس کر کہا
دوسری بولی کہ اس کی کس جگہ پہ کان ہے
جس نے اسکو بنایا ہوگا اس کی کیسی شان ہے
لے چلو مجھ کو وہاں پر اس کو چاہوں دیکھنا
کیسا بنا ہے وہ سنگ اسکو چاہوں پوچھنا

تو اسے پہنے رہے یہ تیرے من کی آس ہے
مجھ کو تو صانع دکھا جو میرے من کی باس ہے

دوسرے دن اُس کو لے کر سوئے میخانہ چلی
ذات پر مرتی تھی جو وہ ہوئے مستانہ چلی

آ گیا مرکز وہ آخر جو حریم ناز تھا
تھا یہاں محمود وہ جو قبلہ گاہ ایاز تھا

پہلی والی پھر گئی ویسی انگوٹھی ڈھونڈنے
دوسری آگے جا نکلی اُس کا صانع دیکھنے

اُس جگہ پر جا کے ٹھہری جس جگہ وہ بادشاہ
اس طرح کے ہاتھوں زیور پاؤں میں تھا روندتا

دوسرے تکتی رہی وہ حسن کے شہباز کو
دیکھا تو محمود نے عشوہ کیا ایاز کو

پوچھا اُس کو کیا تجھے اے ماہ کامل چاہئے
صنعتیں وہ چیز کی ہیں چاہو جو لے جائیے

اس پہ بولی گل دہن وہ میرا وہ کامل ہے تو
جس کو چاہوں جان و دل سے وہ میرا اکمل ہے تو
تیری صنعت چاہنے والے در کے باہر رہ گئے
تجھ کو چاہنے والے جانی تجھ کو ملنے آ گئے
یہ سنا تو شاہ نے اس کو مسکرا کر یوں کہا
شکر ہے کوئی مجھ کو بھی ہے چاہنے والا آ گیا
میرے بھی سینے میں دل ہے اور اس میں پیار ہے
کیا ہمیں ایسے ہیں جس سے ملنے کو انکار ہے
صنعتیں دکھلاتا پھرتا ہوں جہاں میں جا بجا
تا کہ مجھ کو دیکھنے کا پیدا ہو جائے حوصلہ
اس پہ اس زہرہ جبیں نے یوں کہا گلفام کیا
تیری چاہت شاہ والا کھیل ہے یہ عام کیا
آج تک وہ طور سینا جل رہا ہے آگ میں
ایک ذرہ دید کا تھا اس کے بھاگ میں

لاکھوں ایسے ہیں جو تیرے عشق میں ہیں مر رہے
راہوں میں وہ تیری اپنے کاٹ کر سر دھر رہے
لاکھوں ایسے ہیں جو راہ کی خاک بن کر اڑ گئے
دونوں عالم میں وہ تیرا عشق زندہ کر گئے
اور ایسے بھی ہیں جو تجھ سے ہجر ہیں مانگتے
دیدہ تر ہیں مانگتے اور جگر ہیں مانگتے
راستے پہ تیرے بیٹھیں ایسا در ہیں مانگتے
محفلیں تیری سجائیں ایسا گھر ہیں مانگتے
جب تو نکلے ان سے پوچھے کیا گذرا اوقات ہے
یہ کہیں بس دل میں ہے تو اور لب پہ بات ہے
ہر قدم ہر گام پہ روشن کریں دیئے تیرے
اور جھنڈے مدحتوں کے ہر جگہ جھولیں تیرے
پتھر تو ان سے کھائے اترتے ہوئے جو گاؤں میں
پتھروں سے کانٹے بیر بچھے ہوں سدا راہ میں

اُس گھڑی دُنیا یہ دیکھے گی' ہے تیری شان کیا

منشاءِ قرآن کیا ہے' منشاءِ رحمٰن کیا

طعنہ زن تھے نوری جس پر وہ ہوا سلطان کیا

تھا جسے انکار سجدے سے ہوا شیطان کیا

معرکہ خیر و شر کیا' بدر کا میدان کیا

جو ہلا دے عرش کو ہے طاقتِ انسان کیا

اس گھڑی جنت کے رضواں مل کے بیٹھیں گے وہاں

عشق کے اسباق سارے ان سے سیکھیں گے وہاں

کہتے ہوں گے کاش ہم بھی بشر ہوتے اس طرح

عاشق باالذات ہوتے' فقر ہوتے اس طرح

ہم بھی حق سے جان و دل سے عشق کرتے اس طرح

جس طرح مرتا ہے شفقت ہم بھی مرتے اس طرح

☆☆☆

بوجھو تو جانیں، سمجھو تو مانیں

☆ ☆ ☆

دل کو میں کہہ رہا تھا کہ اتنا نہ کر اداس
سن کے وہاں بھی آ گئی رحمت اٹھا کے راس
کہتے تو ہوں گے اہل دل مردان باصفا
رحمت کو کیوں گھسیٹ کر لاتے ہو اپنے پاس
مردوں کے اس کچھار میں عورت کا کام کیا
نازک گداز ہاتھ کو خنجر نہیں ہے راس
لو ہم نشینو! آج کی تازہ خبر سنو!
رحمت سدا بہار بھی رہنے لگی اداس
اسکی بھی شوخیوں کو ہے اپنی نظر لگی
اس کو بھی مل گیا ہے وہ آشفتہ دل خراش

جب دیکھتی ہے درد سے فارغ مجھے کبھی

خود کو سمیٹ کر یہ پھر آ بیٹھتی ہے پاس

مدت سے یہ بلا بھی تھی پیچھے لگی ہوئی

صد شکر اس آسیب سے گردن ہوئی خلاص

پہلے تو تذکرہ یہاں ہوتا ہے خُلد کا

کیسے نگار و نقش ہیں کیا دل نشیں حواش

پھر زمزمے غلمان کے حورانِ ارم کے

جس نے کیا ہے شیخ کو سجدوں میں بدحواس

آخر میں میکدوں پہ وہ رندوں کی بازگشت

جام و سبو پہ نالہء برجستہ دل خراش

پھر دھیما دھیما محفلِ عشاق کا ذکر

ذروں کی آفتاب سے بیباک التماس

پھر چشمِ سرمگیں کا وہ چلمن کی اوٹ سے

کرجانا عاشقوں کے جگر دل کو پاش پاش

کوئی لوٹتا ادھر ہو تو کوئی لوٹتا ادھر

اس حلقۂ انضمام پہ محشر کا ہو قیاس

بس یہ ہی چند نفوس ہیں مقصودِ کائنات

جن کے بغیر عشق ہے اک حرفِ ناشناس

تنگ آ کے میں نے آخرش یہ بات کاٹ دی

میری بھی کچھ سنو یا اپنی کہو گی داش

کیا بات عاشقوں کی کہی تو نے آخرش

ہم تو قدم کی خاک ہیں اور کیا ہے اپنے پاس

پھر پیار سے کہا اُسے بھاگوں بھری ہے تُو

رہتی ہے ہر گھڑی تو میرے آشنا کے پاس

کہنے لگی کیا بات نیت تو ٹھیک ہے

جبکہ یہ شارع خاص ہے آتی نہیں ہے راس

اس راستے پہ جا بجا جلاد ہیں کھڑے

سر دینا ہے تو جا بھلی اور کیا ہے تیرے پاس

سر دینے والے سینکڑوں آتے ہیں اس جگہ

صدقہ اتارتے ہیں وہ رہتے ہیں آس پاس

کہتے تھے آدمی یہ کرے گا لہو زمیں

جب آدمی کا خون ہی آیا خدا اور اس

ارض وسما میں ہر طرف پھیلا ہے اس کا خون

لکھا ہے بوند بوند پر آ دیکھ دل شناس

میں نے کہا کہ رحم کر رحمت خدا کی ہو

بیٹھا ہوں اسی راہ پر میں بھی لگا کے آس

مجھ کو بھی ساتھ لے کے چل قربت حضور میں

دیکھوں وہ کیسا ہے کہ تو رہتی ہے جس کے پاس

رحمت نے ہاتھ باندھ کر کانوں پہ رکھ لیے

میری یہ کیا مجال ہے بیٹھوں خدا کے پاس

مجھ کو بھی اُس کے عشق نے دیوانہ کر دیا

میں بھی تو اک کنیز ہوں رہتی ہوں گھر کے پاس

لاکھوں حسین دور باد دیکھے ہیں آنکھ نے
اس جیسا کوئی حسین نہ دیکھا کسی کے پاس
کل یوسفوں نے راہ پر ڈیرے لگا دیے
دیکھا اسے تو دیکھ کر سب کھو گئے حواس
پیچھے مڑا تو لاشوں کے تھے ڈھیر لگ گئے
یہ وہ تھے جو کدھر لئے گئے تھے بلا قصاص
میں نے بھی جھلک دیکھ لی مدہوش ہو گئی
مدت کے بعد آنکھوں کی میری بجھی ہے پیاس
کئی بار میں نے بھی کیا ہے دید کا سوال
ہر بار ٹالا کہہ دیا نہیں وقت میرے پاس
دیکھو فیصل دار پہ پہرے بیٹھا دیے
میری طبع کو آجکل شورش نہیں ہے راس
رہتی ہوں اس امید پہ شاید کہ ہو نصیب
مجھ کو بھی دے قرار جو رہتا ہے اس کے پاس

اب دیکھئے کہ پھر کہاں آتا ہے سامنے

بیٹھی ہوں تیرے ساتھ اب میں بھی لگا کے آس

مقتل میں ایک پل بھی میرے چین کا نہیں

دل کو میرے ہنگامہ محشر نہیں ہے راس

چاہتی ہوں ساتھ تیرے میں دوزخ میں جا سوں

جب آئے تجھ کو دیکھنے میں بھی بجھا لوں پیاس

مجھ کو لگا دیا ہے کہ عاصی کو ڈھونڈ لا

تجھ کو لگا دیا ہے کہ عاصی نہیں ہے راس

شفقت تو جس حسین کو نکلا ہے ڈھونڈنے

وہ تو وفا میں قیس ہے اور بے جفا میں پاس

☆☆☆

حقیقتِ سلطان

☆☆☆

سلطان ہے لغات میں' حاجت روا کا نام

دنیا کو بھر کے جھولیاں دینا ہے اس کا کام

دونوں جہاں میں ہر جگہ اس کی سند چلے

زیرک ہوں اس کے دام میں ہر اِنس خاص و عام

جیسے نبیؐ کی آل پر صدقہ روا نہیں

لینا کسی بھی حال میں ان پر ہے یہ حرام

ایسے نذر نیاز ہیں صدقے کی صورتیں

جو اپنے اپنے نام پہ کرتی ہیں اپنا کام

جیسے نبیؐ کی آل ہے امت میں خوب رو

ایسے فقر کی شاہی کی سلطاں ہے آبرو

لیتا ہے جو تحائف وہ سلطان حق نہیں

چھونا نذر نیاز کو بھی شان حق نہیں

سلطان لے خراج تو سلطانیت گئی

طالب رہے محتاج تو انسانیت گئی

اقطاب درسِ فقر میں لکھتے نہیں یہ بات

بیٹا ہو بعد باپ کے موروث التفات

بیٹا خطاب باپ پر لکھے جو اپنا نام

شفقت صحیفہ ادب میں ناگفتہ بہ کلام

☆☆☆

نوٹ :- پیارے یاد رکھو نذرانہ نیاز ۔ خادم، نیاز مند لیتے ہیں ۔ سلطان یا حاکم نہیں لیتے

تصوف اور حسینؓ

خُدا، حسینؓ اور عدو

حیدرؓ کا وہ بیٹا، وہ محمدؐ کا نواسہ
پیوستہ ہوا تیروں سے جب اُس کا وہ لاشہ

سر اُس کا عدو نیزوں پہ جب ٹانک رہا تھا
اِک کونے سے یہ نقشہ خدا جھانک رہا تھا

تدبیر عدو کی تھی کہ شبیرؓ کو رو کو
قرآن کے اس معنی و تفسیر کو روکو

جو سر بھی مقابل میں اُٹھا سر نہ رہے گا
جو گھر بھی مقابل میں پڑا، گھر نہ رہیگا

یہ راہ وہی فقط جاتا ہے اللہ کے شہر کو
جانا ہے کسی کو تو وہ یوں شہر بدر ہو
جتنے اللہ کے ہیں اس راہ پہ الفت سے چلیں گے
جو حق کے ہیں گرویدہ وہ غمناک چلیں گے
خالص ہیں جو اللہ سے وہ بیباک چلیں گے
عاشق ہیں جو وہ من سے یہاں خاک چلیں گے
گر ہو یہ یقین دیکھو یہی رستہ ہے میرا
پانا ہے خدا کو تو علم تھام لو میرا
جنت کی طلب ہے تو گناہوں سے بچے گی
اللہ کی طلب ہے تو یہاں خاک اُڑے گی
مشکور ہوئے ہیں انکا زور رہا ہے
ہر حیلے سے عشاق کا رخ موڑ رہا ہے
جس تیزی سے شیطان ستم توڑ رہا ہے
اس تیزی سے دل بندوں سے حق جوڑ رہا ہے
جب حد کوئی شر سے یہاں آ کے بڑھا رہے
دیکھا جو عقب اس نے ہوئے اس کے نظارے

جو تیر چلے آتے تھے کرتے تھے اشارے
کچھ غم نہ کرو یار کہ ہم سب ہیں تمہارے
آ دیکھ کہ اس حلقے میں بیٹھا ہوں کنارے
یہ عشق ہمارا ہے جو ہے دل میں تمہارے
یہ تیر اصل تیر نگاہوں کے ہیں میرے
ان تیروں نے لاشوں کے یہاں پھول بکھیرے
یہ یاد رکھو عشق گوارا نہیں کرتا
اپنوں کو کوئی غیروں سے مارا نہیں کرتا
نیزوں پہ جو یوں ذکر ہمارا نہیں کرتا
اس طرح وہ بے پردہ نظارہ نہیں کرتا
یہ تیر بھی کل میرے یہاں دید کریں گے
یہ نیزے بھی سنگ تیرے یہاں عید کریں گے
جس جس کے نشانوں پہ لگے ہوں گے یہ بھالے
ان جسموں کے راہوں میں تیری بکھریں گے اُجالے
آتش سے زبان تیری پہ جو پھوٹیں گے چھالے
اُٹھتے ہی وہاں جام و سبو ہوں گے حوالے

بہارِ جنت سے غُبارِ جہنم تک

کل کے آدم وحوا تو جنت سے نکل کر دُنیا میں آباد ہو گئے تھے مگر آج کے آدم وحوا دُنیا سے نکل کر جہنم میں جانے والے ہیں۔ جبکہ جہنم بہت کم ظرف ہے۔ دیکھتے ہیں یہ انہیں اپنے ہاں ٹھہرانا پسند کرتی ہے یا نہیں۔

پیارے یاد رکھو! نافرمانوں کو کوئی بھی پسند نہیں کرتا دوزخ بھی زمین اور جنت کی طرح اللہ کی فرمانبردار مخلوق ہے جو اطاعت وبندگی میں ہر وقت رب العزت کے حضور ہاتھ باندھے کھڑی رہتی ہے۔

علامہ شفقت واصلی

حوا جنت میں

کل حُور بنی بیٹھی تھی بُستانِ ارم میں
افلاک قدم بوسی کو آتے تھے حرم میں
آنکھوں میں شرم جس کی قدامت میں حیا تھی
پیشانیء ابلاغ پہ تصدیقِ وفا تھی

حوا دُنیا میں

وہ شرم و حیا پیکرِ اخیار کی رُوبی
جنت سے نکالی تو یہ مغرب میں جا ڈوبی
کچھ عرصہ چلا کار جہاں اس کی رَوِش پہ
پھر ختم ہوئی اس کے حجابات کی خوبی

سوال میرا جواب حوا

حضرتِ بنتِ حوا ' رشکِ حور با صفا
کیا ہوا تو نے ارم کے کھو دیئے شرم و حیا
بولی مردوں نے میری زینت کو کالا کر دیا
پردوں سے مجھ کو نکالا اور ننگا کر دیا

قصور کس کا......؟

بعد مدت کے ہوا یہ راز فاش
مرد ہی کرتا ہے عورت کو فحاش
مرد کامل ہو تو عورت نور ہے
مرد جاہل ہو تو عورت تاش تاش

تجربات

پرکھا دکھا کے آدم و حوا کی سرنوشت
جنت کا اعلیٰ ظرف اور دھرتی کا حوصلہ
اب دیکھیے اس دہکتی نارِ جحیم کو
کہتی ہے کس مقام پہ آدم کو مرحبا

☆

حضرتِ بسطامیؒ اور تقسیمِ جنت

واقعہ ہے یہ شہنشاہِ عارف بسطام کا
وقت کے سلطان کا اور سلطانِ ایام کا
بیٹھے تھے احباب میں اک محفلِ خواص میں
تذکرہ تھا چل رہا جنت کے دام و دوام کا
حوروں کی دولہنوں اور اسکے بازاروں گلیوں
ان سے شیریں طلعتوں اور ان کے شہد و جام کا
اک نظر ہو دید سے دنیا پہ چشمِ حور دو
سب نشہ پاتا ہے ان عیشوں کی شام کا

دوسری جانب نظر جب دوزخی پر جا پڑی
آ گیا وجدان میں رحمت کدہ ہر نام کا

بولے کہ وہ کون ہے مرد خدا جوان وفا
جو عطا اسکو کرے زر بخت اپنے نام کا

اور جنت کا محل ہے جو مقام خاص پہ
دے دے اسکو جو نہیں ہے عاشقوں کے کام کا

جو سکے ہونٹ پر رکھ دے شراب زندگی
نام زندہ کر دکھے آبروئے اکرام کا

اس پہ اک بندہ خدا کہنے لگا اے جان من
دے دیا میں نے اسے محل وہ اپنے نام

دوسرا پیچھے سے بولا یہ بھی کوئی کام ہے
اس سے زندہ نام کیا ہوگا میرے گمنام کا

میں سراپا جھونک دوں گا خود کو اس کی آگ میں
اور رستہ کھول دوں گا اس پہ اس کے بام کا

جو لگی ہے آگ دل میں وہ تو اُس سے کم نہیں
فیصلہ ہو جائے گا پھر خاص کا اور عام کا
تیسرا بولا جہنم کو بجھا دوں گا ابھی
تا کہ مرجع ہی ختم ہو فتنہء اسقام کا
آخرش بسطامی اُن زندہ دلوں کو لے گئے
تھا گڑھا گہرا جہاں اُس حاویہ جذام کا
دیکھتے ہی خشمگینی اُس کی سب جاتی رہی
رکھ دیا جب اُس پہ جبہ عاشق ہر نام کا
ناچتے جب روسیاہ جنت کو وہ جانے لگے
ہاتھ سے تب گر گیا حضرت کے کوثر جام کا
بھیجا پھر صدیق ؓ کو پوچھو کہ کیا ہے ماجرہ
جبکہ تختی کا حکم ہے صاحب احکام کا
پوچھا جب صدیق ؓ نے اُس عارف بسطام کو
کیوں جہنم میں پیراہن رکھ دیا حسام کا

اس پہ بولے شیر یزداں میری اپنی چیز ہے
جسکو چاہوں بخش دوں کیا حرج ہے حکام کا
بات سن کر یہ چچے کی آ کے پھر کہنے لگے
پہلا حملہ ہو گیا ہے آپ کے خدام کا
ہو رہی ہیں جنت و دوزخ کی یوں تبدیلیاں
جا رہا ہے دوزخی در چھوڑ کر جدام کا
دے رہا ہے دوزخی کو جنتی اپنا محل
یہ عجب طرز عمل دیکھا فلاح عام کا
اتنا سنتے ہی محمدؐ آ گئے میدان میں
مجھ سے پہلے کس نے در کھولا سخاء عام کا
مجھ سے اعلیٰ حق منگی کو ادا کس نے کیا
مجھ سے اونچا کون ہے عاشق خدا کے نام کا
اس پہ بسطامی نے جھک کر عرض کی ظل اللہ
پہلا قطرہ میں بنا ہوں بارش اکرام کا

میرے حصے کی جو جنت تھی وہ میں نے بانٹ دی
باقی جو پوچھو آپ کا ہے بندہ ہے کس کام کا
اس پہ حضرت نے کہا واہ جیو بیٹے ارجمند
پہلا جھنڈا گاڑا تو نے عارف عظام کا
جتنی جنت ہے تمامی بانٹ دوں گا انکو میں
ان پہ برسے گا ابر میرے تجلی آشام کا
آہستہ سے ایک کونے سے خدا کہنے لگا
کس نے دامن تھام رکھا ہے میرے آرام کا
چھوڑ دو میں آرہا ہوں مل کے بیٹھیں گے یہاں
میں نے بھی دیکھا ہے نقشہ فرقت و آلام کا
دوزخی جنت میں جائیں یہ جگہ محفوظ ہے
کون دیکھے گا ہمیں بند راستہ ہے عام کا
اس جگہ سے ورد جاتا ہے وہ صحرائی طرف
جس جگہ پہ حادثہ گزرا ہے قتل عام کا

اس طرح کے حادثے تو ہوتے رہتے ہیں یہاں
ہے مگر افسوس خاصوں میں گیا سر عام کا
یعنی ان میں شفقت بیدار ہی کو دیکھیے
دل کا سچا تھا مگر نہ تھا یہ اپنے کام کا
دیکھتے ہی اس بیچارے کے واں پرزے ہو گئے
اس طرح کا ہی نتیجہ ہوتا ہے دل خام کا

☆☆

سرکاٹ لیں میرا

☆ ☆

یہ عید تیری جذبِ محبت پہ ہے موقوف

یہ خواب کہاں تھا کہ بہے خون کا دریا

ہاں شرطِ محبت ہے ذبح دل سے بھی مانے

اور تجھ کو کہے مجھ کو تو اس طرح سے سہلا

نہ یہ کہ وہ خود تجھ سے ڈرے شہر کو بھاگے

اور کہتا پھرے مجھ کو بچا، مجھ کو بچا، مجھ کو بچا

پھر لوگ پکڑنے والے اس طرح بھی گئے

جیسا کہ سیاسی کا کہیں ہوتا ہو جلسہ

تو موت سے بھی بڑھ کے ذبح پہ ہے تبسّم

حیواں بھی شکار اپنے سے ایسا نہیں کرتا

اس وقت تیری اس طرح بن جاتی ہے صورت

دیکھے جو تجھے موت کا ڈر جائے فرشتہ

بعد اس کے غضب یہ ہے کہ بیوا ذبح کو

نہ تجھ میں پکانے کا، نہ کھانے کا سلیقہ

ہاتف کی یہ منشا ہے کہ کھل جائے حقیقت

کیا اس کے عقب بھید ہے، کیا راز پوشیدہ

ہاں عشق حقیقی کی بھی تجویز یہی تھی

وہاں آگ پہ چل نکلے، یہاں ہو جائے بیٹا

وہ خون بہانے پہ نہیں اب بھی رضا مند

ہاں اس پہ وہ برجستہ ہمیں سب کو ہے کہتا

کل حق محبت پہ سزا دوں گا میں شفقت
خود غیروں پہ قربان ہوں ذبح مجھ پہ ہو مینڈھا

اس عید کی گیا دنیا میں تجدید یہی ہے
کوئی سر کو کٹا دے تو کوئی باندھ لے سہرا

اسکاش کے کوئی اس کے عقب جھانک کے دیکھے
جو مانگے ہے سر کتنا حسین رکھتا ہے چہرہ

اک بار جہاں والوں کو جو دید کرا دے
پھر ہر کوئی یہ کہہ دے کہ لو سر کاٹ لیں میرا

کل سر کی کی اس راہ پہ لگی ہوں گی قطاریں
ہر کوئی یہ کہتا ہو گا کہ یہ میرا ہے یہ میرا

جب شہ والا شاں سے نکلے گا حرم سے
ہر شخص سے کہہ دے گا یہ رستہ نہیں میرا

کیوں راہوں میں یہ کانٹے بچھا رکھے ہیں تم نے
ان خاروں سے تو دل کو نظر آتا ہے گھیرا

میں بھی تھا وہیں سر بھی میرا راہ میں پڑا تھا
وہ بوسہ میرے سر نے لیا تھا جو پچھ تھا
اُس دن سے شہہ والا نے چھوڑا تھا وہ رستہ
یہاں ایسے کا سر ہے کہ جو عشق میں جھوم
تلووں کو جبیں بوسے کی سگاتی رہے گی
تنہائیوں میں بھی اس کی کسک باقی رہے گی
جاہل ہے یہ گستاخ ہے چھونا نہیں آتا
قدموں کا بھی بوسہ اسے لینا نہیں آتا
یہ کن کے رقیبوں نے مجھے گھور کے دیکھا
سر میرا اٹھایا اور اسے دور جا پھینکا
پھر روحوں کو عشاق بچھا کر یوں کہنے لگے
اس راہ پہ چلیں دیکھیں نہیں تلووں کو خطرہ
پھر یہ بھی کہنے لگے کہ ذرا دیکھ کے چلیے
یہ آنکھیں ہیں قدم جیسے نہ تیرا

مسکا کے وہ پھر دیکھے گا عشاق کو اپنے
باقی جو بچے ہوں گے حشر ہوگا پھر ان کا
بعد اسکے مجھے دیکھ کے ساجن یوں کہے گا
ہونٹوں کو تیرے پڑ گیا ہے بوسوں کا چسکا
تلووں کو جلاتی ہے تیرے آگ جگر کی
لگتا ہے یہاں صدیوں سے ساون نہیں برسا
میں آتا ہوں سر رکھ دو مگر سانس چلے نہ
تلووں کو میرے اب کے تیرا ہونٹ لگے نہ

☆☆

دِلوں کا راستہ

✦ ✦

میں جو اک دن جھومتا منزل کی جانب چل دیا

راستے میں خضر نے گھیرے میں مجھ کو لے لیا

بیٹھ کر کچھ حالِ دل پوچھا گیا اور یوں کہا

آ رہا ہوں اس طرف سے جس طرف تُو جا رہا

اور تو سب ٹھیک ہے دل ہو رہا ہے بدگماں

پھر وہی آفت کھڑی ہے ڈال کر گھیرا وہاں

تُو نے جب کل راستے میں دیکھا اس گلفام کو

دیر تک دہرایا اس نے تیرے اس ابہام کو

آج بھی پھرتی بچا کر جانا اس غم خوار سے

یہ بھی اک آفت شے ہے تو دور کر دے یار سے

میں نے بسم اللہ کہا اور راہ پہ سیدھا چل دیا

ہاں مگر توبہ بارگو یہ بھی میں پڑھتا گیا

دیکھا اس کو دور سے تیور تھے کچھ بدلے ہوئے

چال بھی بدلی ہوئی تھی حال بھی بدلے ہوئے

دیکھ کر مجھ کو وہ پوچھیں کل کیا تھا ماجرہ

مجھ سے ایسے بچ بچا کر تو چلے گا کس طرح

کم نصیبی میری دیکھو کیسے یہ مجبور ہیں

مجھ کو تکنا بھی نہ چاہیں ایسے بھی کچھ لوگ ہیں

در پہ ٹھہری ہوں میں پیارے اب تو آ کے چل دکھا

اتنا اونچا کہہ رہی تھی سن رہا تھا ہر [illegible]

ہاتھ دینا دل کے جاتا اس سے بھی تو عاق ہے

میری صورت ایسی ہے کہ دیکھنا بھی شاق ہے

میں تجھے [illegible] اتی دل میرا مجبور تھا

آج بھی فرقت کے ہاتھوں میں بڑا مجبور تھا

چپکے سے دیکھوں [illegible] دل تھا مگر

اے نبی رحمت [illegible] تو ہے اب [illegible]

وقت میرا ہو گیا ہے اہل دِل سے کام کا
دیکھ لو وہ پردہ جھولے کھا رہا ہے بام کا
خاص محفل ہو گی اپنی دور ہو گا جام کا
داخلہ بند ہے یہاں پر خاص کا اور عام کا
سوزِ دل محمود میں اور سازِ دل ایاز میں
بن بلائے کب کوئی آتا ہے حرمِ ناز میں
ان سے روشن عرش بھی ہے اور بالاء بام میں
ان سے زندہ عشق ہے ساقی بھی ہے اور جام بھی
تو بڑی کمدار ہے تجھ کو حکم تھا کب دیا
ٹوکنے کو کب کہا تھا روکنے کو کب کہا
عشق میں کامل وہی ہے اور وفا میں پاس ہے
جو نہ تجھ پر ملتفت ہو وہ ہی بندہ اداس ہے
اس طرح ہر ایک پر وارفتہ تُو مائل نہ ہو
سوچتے ہونگے یہ کیا تو اس قدر جاہل نہ ہو

آنکھ دونوں بند کر تا نہ کسی کو دیکھتا

آ بیٹھو اس طرف جو آنسو نہ پھر رو سکا

اس پہ رحمت نے خدا کو سر جھکا کر یوں کہا

مجھ سے پوچھ کر تجھ سے ملنے کا کہاں ہے راستہ

اس پہ بولے منتظر ہے اس سے تیرا کام کیا

یہ دلوں کا راستہ ہے اس کا رکھیں نام کیا

جو افطاری پہ بیٹھے ملتا ہے بس اس کام سے

تب اشارہ ہوتا ہے ان کو عطا و جام سے

جب افطار ہوتے ہیں یا اپنے پیچھے تھام کے

پھر نکلے جام نذرانہ میں افطار کے جام سے

تب کہا رحمت نے اللہ مجھ کو بھی وہ جام دے

وہ افطاری کے واسطے مجھ کو بھی اذان دے

اس سے ان مسلمانوں کی محفل میں میری جگہ ہے

یا مدینہ سب یہاں پہ پیارا روضہ ہے

پھر کہا رحمت نے اللہ مجھ کو بھی وہ جام دے

دو گھڑی کے واسطے مجھ کو بھی اذن بام دے

اس پہ اللہ نے کہا تو جانتی ہے بام کیا؟

تو نہ سمجھے گی وہاں پہ جانے کا انجام کیا؟

عشق جیسی آگ ہے اور اس کے ہیں احکام کیا

مر جہاں لگتے ہوں اس جا رحمتوں کا کام کیا

بازو میرے تھام کر چپکے سے پھر وہ لے گیا

اور کونے میں بٹھا کر پیار سے کہنے لگا

عشق اپنا مختلف ہے اس سے چھپ کام ہو

اک ذرا سی بات پر نہ عاشق بدنام ہو

بات اس نے یہ کہی کر اس سے خوش ہو چلی

ورنہ اس بیچاری میں بس جان مر چلی

جو تصوف آج ہے سو یہ تصوف کل نہ تھا

راستے سے جس نے رحمت کو بھی چلتا کر دیا

ایک سا موسم ہے جا بجا، بس پیار ہے بس پیار ہے
کیا حرم کیا میکدہ، بس یار ہے بس یار ہے
اس طرح کا عشق ہو تو پھر مجھے ہے عار کیا
غیر کو جو دیکھتا ہے اُس سے شفقت پیار کیا

☆☆

شفقت بالیلیٰ ءازل

شیشے کے اس شہر میں پتھر کے دل آتے ہیں کیوں؟

بن کسی تکلیف کے آنسو بہے جاتے ہیں کیوں؟
یاد نہ کرنے پہ بھی مجھ کو وہ یاد آتے ہیں کیوں؟

یا تو اک پل تمہارے بنا مرے جاتے تھے ہم
یا مہینے بن اسے دیکھے گزر جاتے ہیں کیوں؟

عشق کرنا بندگی ہے' جان کی بازی نہیں
عشق میں پھر جان دینے کی قسم کھاتے ہیں کیوں؟

پوچھتا ہوں میں تیری شیشہ گری کو دیکھ کر
شیشے کے اس شہر میں پتھر کے دل آتے ہیں کیوں؟

جھوٹ لگتا ہے جو شفقت جان دینے کا کہیں
ہیں اگر سچے تو پھر مرنے سے گھبراتے ہیں کیوں؟

☆☆☆

سانحہ محشر

دعویٰ جس نے کر رکھا تھا پیار کا
کل وہ تاملے دے گیا انکار کا
دل کو پھر اک سانحہ محشر ہوا
وہ ہوا جو پیار میں اکثر ہوا

محبت

گھٹاؤں میں غموں کی آنکھ سے آنسو برستے ہیں
محبت چیز کیا ہے دیکھنے کو ہم ترستے ہیں

سلیقہ عشق

خدا کے گھر میں شفقت مرتبہ کیا ہوگا اُس دل کا
سکھائے جس کو آتا ہو سلیقہ عشق کرنے کا

عشق

حاضر و موجود کیا ہیں، غائبوں سے عشق ہو
اَوصاف تو اَوصاف ہیں، عیبوں سے عشق ہو

رحمت کے دعویدار کیا؟

****

گھر میں عدو کے ایسے اب عصیاں نہیں رہے
کم بخت جتنے ہم یہاں مہماں نہیں رہے
دامن کیا ہے اس لئے عصیاں سے تار تار
سمجھے نہ ناخدا کہ ہم انساں نہیں رہے
دیکھا ہمیں تو روک کر دوزخ نے یوں کہا
میرے یہاں اب آپ کے زنداں نہیں رہے
شفقت بھی آئے تھے یہاں کچھ دن گزارنے
ایسے جلے ہیں جینے کے امکاں نہیں رہے
اس پر کہا خدا نے کہ اب آ کے دیکھ لو
رحمت کے دعویدار کیا رحماں نہیں رہے

****

اللہ

آ چلیں کہہ دیں صبا سے ساغر و مینا بنے

حشر ڈھا رکھا ہے، دُنیا میں دل بیتاب نے
کوئی تو آئے اے خُدا، لے کر اسے چلتا بنے
اس پہ جھنجھلا کر کہا، کچھ ہوش کر وہ کون ہے؟
لے کے مجھ کو آپ جیسا یا کہ مجھ جیسا بنے
میں تو تیرا عشق ہوں اور تُو میرا محبوب ہے
تیرے بن میرا بنے، نہ میرے بن تیرا بنے
آ چلیں صحرا میں گھومیں، موسموں کو رنگ دیں
آ چلیں کہہ دیں صبا سے ساغر و مینا بنے
آ کہ زُلفیں کھول کر وہ لے ہمیں آغوش میں
آ کہ پھر یہ ذرہ ذرہ، محمل و لیلیٰ بنے
ایک لحظ کو اُٹھے، محشر کے چہرے سے نقاب
ایک لحظ کیلئے شفقت خدا اللہ بنے

ناچتی جائے

چمن میں اہلِ دل کی اس طرح دلداریاں ہوں گی
صبا یہ ناچتی آئے صبا یہ ناچتی جائے
نہیں لازم کہ وہ بس قتل گاہوں میں ہی سر کاٹے
نظر آزاد ہے، اُٹھے، سروں کو کاتی جائے
سُنا ہے کل سے نافذ ہو گیا یہ آئینِ میخواری
کہ رندوں کے گھروں تک خود یہ مینا ناچتی جائے

مُسلمانی

سب میرے حسابوں میں کرتا ہے تو من مانی
کیوں اپنے فسادوں پر نہیں کرتا نظر ثانی

اس طرح کی جنت کو یزداں کے حوالے کر
جہاں چھوٹی سی غلطی پر کہہ دیں کہ اُٹھو جانی

کچھ اور بھی رشتے تھے کچھ اور بھی ناطے تھے
کیوں بھول گئے آخر تم انکی قدر دانی

اِک دوجے کے ہونٹوں سے پیوست تھے ہونٹ اپنے
اِک جذب مسلسل تھا' اِک حالت وجدانی

ہم آنکھوں سے پیتے تھے ہم آنکھوں میں رہتے تھے
کافر بھی کریں توبہ' ایسی تھی مسلمانی

کچھ ایسی سرائیں تھیں' کچھ ایسے بھی صحرا تھے
جہاں ہوش نہ آتا تھا' تھی اتنی فراوانی

شفقت کا صبا دیکھو میخانہ اَچھوتا ہے
جو پیتا ہے خالص ہے' نہیں اس میں ذرا پانی

عدالتِ جذب و مستی میں

عشق کے سیشن کورٹ میں خدا کا اپنے نظر بازوں پر دعویٰ اور اس کا فیصلہ

فرشتوں سے گناہ نامے خدا جب سن رہا ہوگا
گناہگاروں کی پیشی سے بھرا دار البقا ہوگا
کسی کونے کنارے پر کھڑے دل والے بھی ہونگے
نظر بازی کا جن پر حق نے دعویٰ کر رکھا ہوگا
یہ ایسا جرم ہے جس کی سزا سر کاٹ لیتا ہے
قصاص اس کا وہی لے گا جو اس کا مدعا ہوگا
آوازہ آخرش ان مجرموں کو پڑ ہی جائیگا
حشر میں اس حشر کا یہ تصور دلچسپ تر ہوگا
ذرا سوچو کہ ان کی بھی یہاں آ کر کھڑے ہونگے
کسے ہے دیکھنا کیا ان کے حق میں فیصلہ ہوگا

فرشتے پوچھتے ہونگے خدا پر کیوں نظر ڈالی

وہ جب آپ ان سے نظر بازی کر رہا ہوگا

وہیں عشق بھی اس دم عدالت میں کھڑا ہوگا

فرشتوں کی مباحث کو وہ ہم کر رہا ہوگا

وہیں ان کو سب کا اے فرشتوں جان لو تم بھی

نظر بازی کا اک دل میں نہ دل کو آتش ہوگا

خدا پر نظر کرنے کی بھلا ہمت کہاں ان میں

یہ تب ہی دیکھتے ہونگے کہ وہ جب دیکھتا ہوگا

یہیں محسوس میں پڑ جائیں گے اس دم نکتہ بھی

یہاں آ کر عدل کا معاملہ چھوٹا بڑا ہوگا

ادھر مجرم صفائی میں جہاں ثابت قدم ہونگے

ادھر وہ سے پہلی نظر شاہد بنا ہوگا

وہیں دل کی نہ کچھ ترا پر مخدوش سب ہونگے

کہ سارا فیصلہ حق مجرموں کے جا رہا ہوگا

تو پھر اس ساقط و مسقوط کو آ عشق توڑے گا

یوں دعویٰ عشق کے جج کے حوالے کر دیا ہوگا

عشق معشوق کے حق میں سراسر فیصلہ دیگا

یوں آن واحد میں محفل کا نقشہ پھر گیا ہوگا

عشق بولنے لگا اے اللہ بھلا اس میں عجب کیا ہے

تمہارے دل کو بھی تو مجھ وہاں پہنچا دیا ہوگا

نہ یوں دیوانوں میں چلمن سے آ کے بیٹھتے جا کر

بشر آخر بشر ہے نظر بازی کر گیا ہوگا

اب اس کا فیصلہ یہ ہے کہ مجرم دیں قصاص اپنا

تب اس کے ہاتھ سے خنجر اٹھاتے کر گیا ہوگا

خدا خاموش ہوگا اہل دل دینگے قصاص اپنا

یوں ہر اک کاٹ کے سر اپنے آگے دھر رہا ہوگا

نظارہ روز زبونی کا یوں عصیاں کار دیکھیں گے

وہ جب ان سے مروا کر چلیں گے شفقت آ رہا ہوگا

تمنا

☆☆

اک تمنا تھی میری جو وہ نہ پوری ہو سکی
ابتری اولاد میں کوئی بہتری نہ ہو سکی

اک تسلسل نور کا تھا میرے دل میں موجزن
اس سے بھی کوئی انکے حق میں یاوری نہ ہو سکی

ایک خالص راستہ جاتا ہے اللہ کی طرف
جس کی جانب خلق کی کوئی رہبری نہ ہو سکی

دور تک پھیلے ہوئے ہیں خیر و شر کے راستے
ان پہ چلتے چلتے حق سے دوستی نہ ہو سکی

دیکھو شفقت خدا کے خاص بندوں کے سوا
لاکھ خستہ دل ہیں جن میں روشنی نہ ہو سکی

قاری اور پیار کی دُنیا

☆☆

پیار ہے دل میں نہ اسکے پیار کا اقرار ہے
قاری کیا ہے محض چند حرفوں کی اک تکرار ہے
حفظ قرآن سے نہیں کھلتے دلوں کے راستے
دل کی دُنیا کیا کسی کے دین کا اخبار ہے
اس جہاں میں خود خدا لاتا ہے بندے ڈھونڈ کر
اس جہاں کا کونہ کونہ حشر کا بازار ہے
راہ میں اُس کی یوسفوں نے سر کٹا کر رکھ دیے
پھر بھی بے پردہ وفا کو آنے سے انکار ہے
مارنے کو پیار سے اُسکی آنکھ اُٹھنی چاہیے
نرم ہاتھوں میں نہ اُس کے تیر نہ تلوار ہے
یاد ہے تم نے کہا تھا آؤ شفقت سے ملیں
تب سے لیکر آج تک دِل کا وہی اصرار ہے

☆☆

اخلاص کا جادو

جنت نظیر والدہ سے تصوف کے سفیر سرفراز کی بات چیت

وہ ماں کہ ہے جو عہد کی اک قافلہ سالار
برجستہ کھلیں جس پہ سخن گوئی کے اسرار
کچھ روز سے بیٹے کو گھرا دیکھ رہی تھی
حالات کے اب و دل کی گرہ دیکھ رہی تھی
اک دن یوں کہا جان مجھے پاس تو آؤ
کچھ اپنی کہو میری سنو فکر کو بھلاؤ

پوچھا یہ پسر سے کہ بتا میرے جگر بند
تو عاقل و بالغ ہے بڑا خوب ہنر مند
یہ علم جو پڑھتے ہو کتابوں میں نہیں کیا؟
اللہ کے پسندیدہ نصابوں میں نہیں کیا؟
کس چیز کے گھیرے نے تجھے گھیر رکھا ہے
کس چیز نے دنیا سے تجھے پھیر رکھا ہے
لگتا ہے تیرا دل یہ کہیں اور بسا ہے
آنکھوں سے لگے تیری کوئی اور جگہ ہے
ارباب وفا کی تو فکر کیوں نہیں کرتا
جنت کی فضاؤں کا ذکر کیوں نہیں کرتا
دوزخ کے عذابوں پہ نظر کیوں نہیں کرتا
محشر کے حسابوں کا جگر کیوں نہیں کرتا

رہتا تو ہمیں میں ہے، قمر اور کہیں ہے
دیکھے تو ہمیں کو ہے، نظر اور کہیں ہے

یوں کہنے لگا ماں کو وہ پھر بیٹا وفادار
سب دیکھ چکا ماں میں دنیا کے گل و خار

جنت کی بھی دیکھی ہیں ضیا بار فضائیں
ان سے تو یہ بہتر ہیں تیرے گھر کی ہوائیں

وہ بات کہ جس بات نے دل چھیڑ رکھا ہے
وہ آنکھ کہ جس آنکھ نے رخ پھیر دیا ہے

یہ حرفِ عطا ماں کتابوں میں کہاں ہے
جو اس میں نشہ ہے وہ شرابوں میں کہاں ہے

جو بات دلوں کی ہے بتائی نہیں جاتی
محسوس تو ہوتی ہے، دکھائی نہیں جاتی

کیا تجھ کو بتاؤں کہ عطا چیز ہے کیسی
دل چاہتا ہے جس کو وہ وفا چیز ہے کیسی

اس شجر کے ہر بوٹے نے گل احتم رکھے ہیں
ہر شاخ پہ عشاق نے دل ٹانک رکھے ہیں

کہنے کو تو دوزخ ہے مگر سوز فغاں سے
کئی لاکھ گنا اچھی ہے یہ باغ جناں سے

عشاق جو پیتے ہیں شرابوں میں بھی آگ
دیکھا تو اسی آگ سے بھڑکی ہے یہی آگ

جس سوز میں اخلاص ہے وہ سوز نہاں ہے
جس شور میں یکتائی ہے وہ شور بیاں ہے

بیتابی اخلاص کے اس آہ و فغاں سے
کہہ دیا ہم ساز وہ بھی باغ جناں سے

اب کھول دو دران پہ ابھی باغ ارم کے
اور پردے اٹھا دو وہ ابھی باب کرم کے
اب اور کوئی اپنے یہاں آنے نہ پائے
کوئی دوزخی بن دیکھے مجھے جانے نہ پائے
شفقت کے بھی اس کوچہ سے ذرات چنو تم
کانٹے ہیں جو فرقت میں وہ دن رات گنو تم
اس خاکی نے افلاک کو جھنجھوڑ دیا ہے
جنت کو جہنم کی طرف موڑ دیا ہے
اُن آنکھوں کی سرخی سے یہ بہتے ہوئے آنسو
محشر کا جنہوں نے یہ کبر توڑ دیا ہے

متضاد سفر ہو نہ تو پہچان کہاں ہے
کافر نہ ہو شفقت تو مسلمان کہاں ہے

کیا یہی تعلیم ہے؟

غرض و غایت کی بنیادوں پر چلنے والے پیشہ وارانہ تعلیمی اداروں اور سر رشتہ بڑے اداروں کے سایہ عافیت میں پروان چڑھنے والی اس نئی نسل کے اخلاقی تہذیبی سرحدوں کے جغرافیائی نشان!

☆☆

مدرسے سے سکولوں کی یہ نغمہ سیکھ کر آئے
بڑوں کو کس طرح سے بہکانا سیکھ کر آئے
بہانے جھوٹ چغلی کے ہنر سے بہرہ مند ہو کر
ہم اپنے گھر کو بھی ستانا سیکھ کر آئے
شرافت آدمیت خاندانی آبروؤں کا
جنازہ کس طرح سے اٹھانا سیکھ کر آئے
جہاں فیشن میں ڈوبی رہتی تھیں سیدھی سب
وہاں سے اوڑھنیا اپنی شونہ سیکھ کر آئے
جو والد باپ و دیگر محسن قرابت کا
پسند اپنی کا لڑکا گھر میں لانا سیکھ کر آئے

اگر عالی جانے نہ سیکھو کتب پر نظر کی ابھی

تو پھر کیسے ہے خداوندی کا سیکھ کر آئے

رہا قرآں تو اسے بھی چھین اک ساتھ دو دن

کہاں کیسے ہے قرآں کو پڑھنا سیکھ کر آئے

نقش ڈالیں پہ جیسے چھپیں تب امتحانوں میں

یہ دنیا رہے گئے قرآن اپنی وہ دنیا سیکھ کر آئے

رہائی دی تو اس کے مکتب فیض طریقت سے

پڑھا جن سے گئے کیسے یارانہ سیکھ کر آئے

یہ جو تم نے پائی ہے میں جو خودی جو جب ہے

کہیں جو ان حرف سے یہ جانا سیکھ کر آئے

زہے دولت بخشی تو نے ارباب دانش کو

بچے کیسے یہ باپ دادا کو پانا سیکھ کر آئے

الٰہی وقت چھین اس سے ادب ہے ان شکن سے

سخن ور ولی راستی آشفتہ پن استاد کن سے

تعارفِ خواجگاں، معارفِ عاشقاں

☆ ☆

ایں نصاب درگاہ خواجگاں

نے کہ ایں رسم خدا عاشقاں

خواجگاں را ہر جگہ ہر بت تراش

عاشقاں را بتکدہ ہر پاش پاش

خواجگاں تدریسِ حق تصویرِ محمد

عاشقاں تلقینِ حق، شمشیرِ محمد

خواجگاں حلقۂ ذکر از لا الہ

عاشقاں حلقۂ ذکر از بارگاہ

خواجگاں ذوقِ آوارہ و خور شید

عاشقاں ذوقِ نظارہ و طور شید

۱۔ خواجگاں ۔ جو زمانے کے [illegible] سے واقف

۲۔ عاشقاں ۔ صادق و امین لوگ

عیدالاضحیٰ کربلاء معلیٰ میں

وہ کربل تھی یا مستانوں کے ہاں کوئی عید کا دن تھا
حرم میں تو کوئی بھی اس طرح سجدہ نہیں کرتا
محبت ہو، یا تجھ کو لاکھ ہا دل ٹوٹ کر چاہے
کوئی چھ ماہ کا بچہ اس طرح صدقہ نہیں کرتا
کہا حق نے جوان کے حق میں مجھ کو پوچھنا چاہو
تو میں بھی تنہا اِن سے ایک پل رہا نہیں کرتا

علامہ شفقت فاضلی

عاشقانِ لیلیٰ ازل

معشوقِ اوّل اللہ ربُ العزت

آنکھ ہو بھی تو کب تیرا نظارہ دیکھے
بشر بے معنی تجھے چاہے بھی تو کیا دیکھے
گرچہ بیتاب ہے دنیا کا یہ ذرہ ذرہ
تجھ سا کوئی ہو تو تجھے تجھ سا دیکھے

علامہ شفقت فاضلی

لیلیٰء ازل
علامہ شفقت فاضلی